یا اللہ مدد

چوں چار یار

اصلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

دینیات

سلوک و طریقت کی حقیقت

منازلِ سلوک

ذکرِ الٰہی کی فضیلت

سوءِ خاتمہ اور حُسنِ خاتمہ

مرتبہ

حافظ عبد الوحید الحنفی

چکوال

اشاعتی سلسلہ نمبر 18-20

شائع کردہ: کشمیر بک ڈپو سبزی منڈی، تلہ گنگ روڈ چکوال

النور مینجمنٹ چکوال 0334-8706701 0543-421803

قیمت -/50 روپے

صلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ

یا اللّٰہ مدد

حق چار یار

دینیات

سُلوک و طریقت کی حقیقت

(حصہ اوّل)

منازلِ سلوک

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی

چکوال

اشاعتی سلسلہ نمبر 18

شائع کردہ: کشمیر بک ڈپو سبزی منڈی، تلہ گنگ روڈ چکوال

النور مینجمنٹ چکوالِ 0334-8706701 0543-421803

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

www.alhanfi.com

فہرست عنوانات

عنوان	صفحہ
سلوک وطریقت کی حقیقت	3
طریقت کی حقیقت	3
ولایت خاصہ	4
تصوف وسلوک کا مقصد	5
بیعت کی قسمیں	6
قاضی مظہر حسینؒ صاحب کے خلفاء	7
طریقت میں بھی نئی بات پیدا کرنا بدعت	8
اکابر اولیاء کرام سے فیض	8
روحانی تعلیم وتربیت	10
اصل مقصود دِل کی اصلاح	10
انسان کے بدن میں قلب	11
لطائفِ ستّہ	11
لطائف ستہ انسان کے بدن میں	13
لطائف ستہ اوران کے مقامات	14
اللہ متقین کے ساتھ ہے	17
سُنّتِ سُنِّیّہ کی متابعت کے بغیر کچھ اختیار نہ کرو	19
راہِ سلوک کے منازل	19
مقام قطب تک عروج	19
صدیقوں کی علامات ...... حدیث قدسی	20
اللہ تعالیٰ سے ملنے کا راستہ منازل سلوک	21
اقسام الاولیاء اللہ	21
قطب الارشاد	23
قطب تکوین	25
قلندر	26
ابدال کون ہوتے ہیں؟	27
ذِکر اِلٰہی کی فضیلت	31

☆☆☆☆

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ترتیب: حافظ عبدالوحید الحنفی (ساکن اوڈھروال تحصیل وضلع چکوال) 0313-5128490
باردوم 26 جمادی الاولیٰ 1429ھ مطابق یکم جون 2008ء...... قیمت 20 روپے
ٹائٹل وکمپوزنگ: ظفر ملک ...... النور مینجمنٹ، چکوال
ڈیزائننگ ❀ کمپوزنگ ❀ سکیننگ ❀ پرنٹنگ ❀ بُک بائنڈنگ
www.alnoors.com 0334-8706701

سلوک وطریقت کی حقیقت (حصہ اوّل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَ الْجَمَاعَۃِ بِفَضْلِہِ الْعَظِیْمِ۔

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی خُلُقِہٖ عَظِیْمٍ۔

وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ خُلَفَائِہِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

سلوک وطریقت کی حقیقت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَ لَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ O الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ O لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ ط لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ ط ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ O

ترجمہ: آگاہ ہو جاؤ کہ بے شک اللہ کے اولیاء پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ کرتے ہیں۔ ان کے لئے زندگانی دُنیا میں اور آخرت میں بشارت ہے۔ اللہ کی باتوں میں تبدیلی نہیں ہے۔ یہی بڑی مراد ہے۔ (سورۃ یونس آیت ٦٢ تا ٦٤)

طریقت کی حقیقت

مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ فرماتے ہیں: اس آیت میں ولایت کا

مدار دو چیزوں پر فرمایا ہے: ایمان اور تقویٰ۔ سو جس درجہ کا ایمان اور تقویٰ حاصل ہوگا، اسی مرتبہ کی ولایت حاصل ہوگی۔ اگر ادنیٰ درجہ کا ایمان اور تقویٰ جو صحیح عقائد ضروریہ (گو تقلیداً ہو) اور ضروری اعمال سے حاصل ہوتا ہے، ادنیٰ درجہ کی ولایت حاصل ہوگی۔ جو ہر مومن کو حاصل ہے۔ اس کو ولایت عامہ کہتے ہیں۔ وَ اللّٰہُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ [سورہ آل عمران آیت ۶۸] (اللہ تعالیٰ حامی ہیں ایمان والوں کے)۔

ولایت خاصہ

خادم اہلسنّت عبد الوحید الحنفی

اور اگر اعلیٰ درجہ کا ایمان اور تقویٰ ہے تو اعلیٰ درجہ کی ولایت حاصل ہوگی۔ اس کو ولایت خاصہ کہتے ہیں۔ اور اصطلاحاً ''ولی'' وہی شخص کہلاتا ہے، جو اس ولایت خاصہ کے ساتھ موصوف ہو۔ (شریعت وطریقت از مولانا تھانویؒ ص ۳۶)

(۲) اب ولایت خاصہ کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ٹھہری۔ ایمان کامل اور تقویٰ کامل۔ اور مثل نماز، روزہ کے یہ بھی فرض و واجب ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں بدوں اصلاحِ باطن کے حاصل نہیں ہوتیں۔ کیوں کہ ایمان کا محل تو ظاہر ہے کہ قلب ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَ لَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ (سورۃ الحجرات آیت ۱۴)

ترجمہ: ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

رہا تقویٰ، سو گو ظاہری جوارح سے متعلق ہے، مگر حقیقی تقویٰ جو کامل تقویٰ ہے، قلب ہی سے متعلق ہے۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلتَّقْوٰی ھٰھُنَا وَ اَشَارَ اِلَیْہِ (مسلم شریف)

ترجمہ: حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تقویٰ یہاں ہے اور سینے کی طرف اشارہ فرمایا۔

سو جب کہ ایمان کامل اور تقویٰ کامل کا حاصل کرنا فرض ٹھہرا اور وہ اصلاحِ باطن پر موقوف ہے، سو اصلاحِ باطن بھی فرض ہوئی۔ اسی طرح ظاہر ہے کہ اگر ادنیٰ درجہ کا ایمان وتقویٰ معدوم ہوگا تو اعلیٰ درجہ کا بھی کسی طرح حاصل نہ ہوگا۔

(شریعت وطریقت از مولانا تھانویؒ ص ۳۷)

تصوف وسلوک کا مقصد

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ[۱] فرماتے ہیں: ''تصوف وسلوک کا مقصد مقام احسان کا حاصل کرنا ہے۔ جس کا ذکر حضرت جبرائیل علیہ السلام کی

[۱]......صحبت یافتہ اور خلیفہ مجاز حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ جو کہ خلیفہ مجاز اور فیض یافتہ تھے مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے اور وہ خلیفہ حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مکیؒ کے تھے، جو کہ خلیفہ اور فیض یافتہ تھے مولانا نور محمد جھنجانوی کے، اور وہ سید احمد شہید بریلویؒ کے خلیفہ تھے، جو کہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ دہلوی کے خلیفہ تھے اور وہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے فرزند اور خلیفہ تھے۔

حسب ذیل حدیث میں ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور ﷺ سے پوچھا:

مَا الْاِحْسَان؟ احسان کیا ہے؟

حضور ﷺ نے فرمایا:

اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ (بخاری)

تو عبادت کرے اس طرح کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ درجہ نصیب نہ ہو تو کم از کم یہ تصور ہو کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔

احسان کی یہ کیفیت حاصل ہو جائے تو اصحاب تصوف اس کو نسبت باطنی سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس نسبت کے بھی مدارج ہیں۔

عالم اسباب میں یہ نسبت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کثرتِ ذکر اور مجاہدہ و مراقبے سے حاصل ہوتی ہے۔

بیعت کی قسمیں

مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ آگے مزید لکھتے ہیں:

مشائخ کے نزدیک بیعت دو قسم کی ہوتی ہے: ایک بیعت توبہ، دوسری بیعت سلوک۔ بیعت توبہ کی اجازت ہر اُس شخص کو دی جاتی ہے جو متشرع اور مخلص ہو، خواہ نسبت باطنی اس کو حاصل نہ ہو۔ اور بیعت سلوک کی اجازت صاحب نسبت کو دی جاتی ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

قاضی مظہر حسینؒ صاحب کے خلفاء

مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب اپنے وصیت نامہ میں لکھتے ہیں:

بندہ نے حسب ذیل حضرات کو بیعت توبہ کی اجازت دی ہے:

(۱) حضرت مولانا محمد یوسف صاحب شیخ الحدیث پلندری آزاد کشمیر۔ (اسم ذات کی کثرت سے ان کو بھی ان شاء اللہ نسبت حاصل ہو سکتی ہے۔)

(۲) جناب مولانا فضل احمد صاحب مدرس جامعہ امدادیہ فیصل آباد جو حضرت مولانا محمد امین شاہ صاحب مخدوم پوری کے داماد ہیں۔

(۳) حضرت مولانا جمیل الرحمٰن صاحب تا جک حضرو حال مقیم چکوال۔

(۴) حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب بمقام جہان ضلع حیدر آباد۔ موصوف کی استعداد اچھی ہے، احوال عمدہ ہیں۔ ان کو نسبت حاصل ہے۔

اب میں مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کو بیعت سلوک کی اجازت دیتا ہوں۔

بیعت توبہ یا بیعت سلوک، مقصد یہ ہے کہ شیخ العرب والعجم حضرت مدنی قدس سرہ کے فیوضات سے لوگ مستفید ہوں۔

مذکورہ حضرات مکتوبات شیخ الاسلام سے راہنمائی حاصل کریں۔ اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات سے بھی استفادہ کرتے رہیں۔ (ماخوذ از وصیت نامہ مولانا قاضی مظہر حسین ص ۳)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

طریقت میں بھی نئی بات پیدا کرنا بدعت ہے

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ لکھتے ہیں: میرے مکرم مخدوم! کوئی نئی بات جو طریقت میں پیدا کریں، فقیر کے نزدیک اس بدعت سے کم نہیں ہے جو دین میں پیدا کریں۔ طریقت کی برکتیں اس وقت تک فائز ہوتی رہتی ہیں جب تک طریقت میں کوئی نئی بات پیدا نہ ہو اور جب کوئی نیا امر طریقت میں پیدا ہو جائے تو اس وقت اس طریق کے فیوض و برکات کا راستہ بند ہو جاتا ہے۔ پس طریقت کی محافظت اور طریقت کی مخالفت سے بچنا نہایت ہی ضروری ہے۔

آپ کو لازم ہے کہ جہاں کہیں اپنی طریقت کی مخالفت کسی سے دیکھیں، زجر و مبالغہ سے اس کو منع کریں اور طریقت کی ترویج و تقویت میں کوشش کریں۔

والسلام والاکرام (مکتوبات مجدد الف ثانیؒ مکتوب ۲۶۷ دفتر دوم ص ۵۳۷)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

اکابر اولیاء کرام سے فیض

بیعت کا مقصد روحانی تعلیم حاصل کرنا ہے۔ اگر ایک پیر نے لطائف کرائے یا نہیں کرا سکتا یا آگے روحانی منازل طے نہیں کرا سکتا۔ اور آپ کو معلوم ہو گیا کہ فلاں صاحب آگے منازل طے کرا سکتے ہیں تو آپ کی طلب صادق ہے تو دوسری جگہ بیعت ضرور کرنا چاہیے تا کہ اگلے درجہ کی تعلیم حاصل کر سکیں۔ اور اگر مزید طلب نہ ہو تو دوسری جگہ جانا بے سود ہے۔

اکابر اولیاء کرام کئی بزرگوں سے اخذ فیض کرتے رہے۔ مثلاً:

حضرت مجدد الف ثانیؒ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ نے پہلے اپنے والد ماجد عبدالاحد بن زین العابدینؒ کی سلسلہ چشتیہ میں بیعت کی اور خلافت پائی۔ ان کی وفات کے بعد حضرت شاہ اسکندر کیتھلیؒ کی سلسلہ قادریہ میں بیعت کی اور خلافت حاصل کی۔ جو کہ حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ کے پوتے اور خلیفہ تھے۔ بعد ازاں سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگ حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ کی بیعت کی اور خلیفہ بنے۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ

اسی طرح اکابر علماء دیوبند کے مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے میاں جی نور محمد جھنجانویؒ اور حضرت مجاہدین نصیر الدین دہلویؒ سے بیعت کی اور دونوں سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ وہ عظیم شخصیت ہیں، جن کے خلفاء میں مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ، مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ، مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ، مولانا محمود حسنؒ صاحب اسیر مالٹا دیوبندی ہوئے۔ اور جن کے فیض یافتہ آج پوری دُنیا میں پائے جاتے ہیں۔ اور سلاسل اربعہ: نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ کا فیض پہنچا رہے ہیں۔

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ نے اپنے ماموں سید فضل دینؒ اور

حضرت شمس الدین صاحب سیالویؒ اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کی بیعت کی اور خلافت پائی۔

روحانی تعلیم وتربیت

روحانی تعلیم وتربیت کا دائرہ عمل قلب انسانی سے شروع ہوتا ہے۔

(ا) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ O

ترجمہ: اس دن مال اور اولاد کام نہ آئیں گے۔ مگر جو شخص اللہ کے پاس سلامت قلب لے کر آیا۔ (سورہ الشعراء آیت ۸۹)

عبدالوحید الحنفی

اصل مقصود دِل کی اصلاح

مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ فرماتے ہیں:

ایمان وعقائد جن پر سارے اعمال کی مقبولیت منحصر ہے، قلب ہی کا فعل ہے اور ظاہر ہے کہ جتنے اعمال ہیں، سب ایمان ہی کی تکمیل کے لئے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ اصل مقصود دل کی اصلاح ہے۔

دِل بمنزلہ بادشاہ کے ہے اور اعضاء اس کے لشکر یا غلام ہیں۔ اگر بادشاہ درست ہو جائے تو توابع خود بخود اس کی مطابقت کرنے لگیں۔

(شریعت وطریقت از حضرت تھانویؒ ص ۳۸)

انسان کے بدن میں قلب

(۲) حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اِنَّ فِی الْجَسَدِ لَمُضْغَۃٌ اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَ اِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَ ھِیَ الْقَلْبُ (رواہ بخاری ومسلم ومشکوۃ)

ترجمہ: بے شک آدمی کے بدن میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے، جب وہ درست ہو جاتا ہے تو تمام بدن درست ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو تمام بدن تباہ ہو جاتا ہے۔ سُن لو! وہ دِل ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

لطائفِ ستّہ

(۳) لطائف کے بارے میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ القول الجمیل میں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کے قول کے حوالہ سے فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ فِی الْاِنْسَانِ سِتَّ لَطَائِفَ ھِیَ حَقَائِقُ مُفْرَدَۃٌ بِخِیَالِھَا کَمَا ھُوَ ظَاھِرُ کَلَامِ الشَّیْخِ وَ اَتْبَاعِہٖ اَوْ جِھَاتٌ وَ اِعْتِبَارَاتٌ لِنَفْسِ النَاطِقَۃِ فَھِیَ تُسَمّٰی بِاِعْتِبَارٍ قَلْبًا وَ بِاِعْتِبَارِ اٰخَرَ رُوْحًا اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ وَ ھُوَ الَّذِی اخْتَارَہٗ سَیِّدُ الْوَالِدُ وَ صَوَّرَنِیْ صُوَرَھَا فَرَسَمَ دَائِرَۃً وَ قَالَ ھِیَ الْقَلْبُ ثُمَّ دَائِرَۃً اُخْرٰی فِیْ ھٰذِہِ الدَّائِرَۃِ فَقَالَ ھِیَ الرُّوْحُ اِلٰی اَنْ رَسَمَ الدَّائِرَۃَ

السَّادِسَةَ وَ قَالَ هِیَ اَنَا وَ سَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ بَعْضُهَا فِی الْبَعْضِ وَ یُسْتَدَلُّ عَلٰی ذٰلِکَ بِالْحَدِیْثِ الدَّائِرِ عَلٰی اَلْسِنَةِ الصُّوْفِیَّةِ اِنَّ فِیْ جَسَدِ بْنِ آدَمَ قَلْبًا وَ فِی الْقَلْبِ رُوْحًا اِلٰی اٰخِرِهٖ وَ لَمْ اَحْفَظْ لَفْظَهٗ

(القول الجمیل ص۱۲۰ از شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ)

ترجمہ: معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں چھ لطیفے پیدا کیے ہیں، جن کے حقائق جدا جدا ہیں بذاتِ خود۔ چنانچہ یہی ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ موصوف کے اور ان کے تابعینؒ کے کلام سے یہ لطائف ستہ جہات اور اعتبارات ہیں۔ نفس ناطقہ کے تو وہی نفس ناطقہ ایک اعتبار سے مسمّٰی بقلب ہے اور دوسرے اعتبار سے اس کا روح نام ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس باقی لطائف اور یہی قول ہمارے مرشد کا مختار ہے اور مجھ کو ان لطائف کی صورت بتائی تو اول ایک دائرہ یعنی کنڈل بنایا اور کہا کہ یہ دِل (قلب) ہے۔ پھر اس دائرے کے اندر دوسرا دائرہ بنایا اور کہا کہ یہ رُوح ہے۔ یہاں تک کہ چھٹا دائرہ لکھا اور کہا کہ یہ میں ہوں۔ یعنی حقیقتِ انسانی جس کو آدمی عربی میں "اَنَا" سے تعبیر کرتا ہے، فارسی میں "مَن" اور ہندی/اُردو میں "میں" بولتا ہے۔ اور میں نے اپنے والد سے سُنا ہے، وہ فرماتے تھے کہ بعض لطائف بعض کے اندر ہیں اور اس مُدّعا پر اس حدیث سے استدلال کرتے تھے جو صوفیاء کی زبان پر دائر اور مشہور ہے کہ ابن آدم کے جسم میں دِل ہے اور دِل میں رُوح ہے، تا آخر لطائف سِتّہ۔ اور مجھ کو اس حدیث کے الفاظ محفوظ نہیں۔ (القول الجمیل ص۱۲۰)

صوفیاء میں مشہور حدیث یہ ہے:

(۴) حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ صاحب کی کتاب ''شمس العارفین'' اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کی کتاب ''ضیاء القلوب'' میں یہ حدیث ان الفاظ میں منقول ہے:

اِنَّ فِیْ جَسَدِ اٰدَمَ مُضْغَةً وَ فِی الْمُضْغَةِ فُؤَادٌ وَ فِی الْفُؤَادِ قَلْبٌ وَ فِی الْقَلْبِ رُوْحٌ وَ فِی الرُّوْحِ سِرٌّ وَ فِی السِّرِّ خَفِیٌّ وَ فِی الْخَفِیِّ اَخْفٰی وَ فِی الْاَخْفٰی نَفْسٌ (ضیاء القلوب ص ۱۷)

ترجمہ: انسان کے جسم میں ایک لوتھڑا ہے اور لوتھڑے میں فواد اور فواد میں قلب، اور قلب میں رُوح اور روح میں سِرّ اور سِرّ میں خفی اور خفی میں اخفی اور اخفی میں نفس ہے۔ (شمس العارفین از حضرت سلطانؒ باہو ص ۹۸)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

لطائف ستہ انسان کے بدن میں

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ارشاد کا مقصد یہ ہے کہ ان لطیفوں میں سے ہر ایک کا بدن کے بعض اعضاء سے ایک ربط و تعلق ہے۔ لہٰذا قلب کا تعلق چھاتی کے بائیں پستان کے نیچے چار انگلی پر ہے۔ اور روح کا ارتباط دِل کے مقابلے میں چھاتی میں دائیں پستان کے نیچے چار انگلی پر۔ اور سری بائیں پستان کے اوپر اور خفی دائیں پستان کے اوپر۔ اور اخفی کا مقام چھاتی کے وسط میں ہے اور نفس کا

مقام پیشانی پر دماغ کے بطن اوّل میں ہے۔ اور سلطان الاذکار پورے جسم پر حاوی ہے اور ہر ایک عضو میں اعضائے مذکورہ سے نبض کے مانند حرکت ہے۔

(۲) حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے قول کے مطابق: ''انسان کے جسم میں چھ جگہیں انوار و برکات سے پُر ہیں اور یہی لطائف کہلاتی ہیں۔''

(۳) حضرت سلطان العارفین باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سری، قلبی، روحی، صوری، اخفی، خفی کماون ہو
میں قربان تنہاں توں باہو جھیڑے اَکس نگاہ جگاون ہو

(۴) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

فَالشَّیْخُ یَامُرُ بِمُحَافَظَةِ تِلْکَ الْحَرکَةِ وَ تَخَیُّلِهَا ذِکْرَ اسْمِ الذَّاتِ ثُمَّ یَامُرُ بِالنَّفْیِ وَ الْاِثْبَاتِ مَادًّا لِلَّفْظَةِ عَلَی اللَّطَائِفِ کُلِّهَا وَ ضَارِبا لِلَّفْظَةِ اِلَّا اللّٰهُ عَلَی الْقَلْبِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

ترجمہ: شیخ ممدوح اس حرکت کی محافظت کا اور اس حرکت کو اسم ذات خیال کرنے کا فرماتے ہیں۔ پھر نفی اور اثبات کا ارادہ کرتے ہیں۔ ''لا'' کا لفظ پھیلاتے ہوئے جمیع لطائف مذکورہ پر اور ''الا اللہ'' کے لفظ کو قلب (دِل) پر ضرب لگا کر کرو۔ واللہ اعلم۔ (القول الجمیل ص۱۲۲، شفاء العلیل ترجمہ)

لطائف ستہ اور ان کے مقامات

مکتوباتِ امام ربانیؒ دفتر سوم مکتوب۱۲۴ ص۳۰۷ میں حضرت مجدد الف

ثانیؒ فرماتے ہیں:

لطیفہ قلب:

قلب عالم امر سے ہے۔ اسے عالم خلق سے تعلق اور تَعَشُّق دے کر عالم امر سے نیچے لایا گیا ہے۔ اور گوشت کے ٹکڑے سے جو بائیں طرف ہے، خاص تعلق بخشا ہے۔

اس کی مثال ایسی ہے، جیسے بادشاہ کسی خاکروب پر عاشق ہو اور اس کے سبب سے اس خاکروب کے گھر رہے۔

لطیفہ رُوح:

اور روح جو قلب سے زیادہ لطیف ہے، اصحاب یمین سے ہے۔ اور تین لطیفوں سے جو لطیفہ روح سے اوپر ہیں، **خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا** کے شرف سے مشرف ہیں۔ جتنے زیادہ لطیفے ہیں، اتنے ہی وسط سے زیادہ مناسب ہیں۔

صرف اتنی بات ہے کہ سر اور خفی اخفی کے دونوں طرف ہیں۔ ایک دائیں طرف، دوسرا بائیں طرف۔

لطیفہ نفس:

نفس حواس کا مجاور ہے، اس کا تعلق دماغ سے ہے۔

قلب کو ترقی اس وقت ہوتی ہے، جب وہ مقام روح اور اس کے روبرو کے مقام میں پہنچتا ہے۔

اسی طرح روح اور اس کے مافوق کی ترقی ان سے بالائی مقامات سے وابستہ ہے۔ لیکن ابتداء میں یہ وصول بطریق احوال ہوتا ہے۔ اور انتہاء میں بطریق مقام نفس۔ اس وقت ترقی ہوتی ہے جب وہ مقام قلب میں، ابتداء میں بطریق احوال اور انتہاء میں بطریق مقام پہنچ جائے۔

آخر کار یہ چھ لطائف مقام اخفی میں پہنچ جاتے ہیں۔ اور تمام مل کر عالم قدسی کی طرف پرواز کرنے کا قصد کرتے ہیں۔ اور لطیفہ قلب کو خالی چھوڑ جاتے ہیں۔ لیکن پرواز بھی ابتداء میں بطریق احوال ہوتی ہے۔ اور انتہاء میں بطریق مقام حاصل ہوتی ہے۔ مرنے سے پہلے جس موت کی بابت کہا ہے، اس سے مراد قلب سے انہیں چھ لطائف کی جدائی ہے۔ قلب میں ان کی مفارقت کے بعد بھی حس وحرکت رہتی ہے۔

اس بات کا بیان اور جگہ لکھا گیا ہے۔ وہاں سے مطالعہ کرنا چاہیے۔ اس کتاب میں تفصیل کی گنجائش نہیں۔ اس کتاب میں صرف اشارتاً اور کنایتاً باتیں درج ہیں۔

یہ ضروری نہیں ہے کہ تمام لطائف ایک مقام میں جمع ہو کر وہاں سے پرواز کریں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ قلب اور روح دونوں متفق ہو کر یہ کام کرتے ہیں۔ کبھی تین چار مل کر یہ کام کرتے ہیں۔ لیکن جب چھ مل کر پرواز کریں تو نہایت اعلیٰ و اکمل درجہ ہے اور ولایت محمدی ﷺ سے مخصوص ہے۔ اس کے سوا جو ہے وہ ولایت کی ایک قسم ہے۔

اگر چھ لطائف قالب سے جدا ہونے کے بعد مقام وصول میں پہنچ کر اسی رنگ سے رنگے جائیں اور پھر قالب میں لوٹ آئیں، تعلق کے سوا اور کوئی تعلق پیدا کریں، قالب کا حکم پیدا کریں۔ ملنے کے بعد ایک قسم کی فنا پیدا کریں اور بطور مردہ ہو جائیں تو اس وقت خاص تجلی سے متجلی ہو جاتے ہیں۔ از سر نو زندگی پیدا کر کے مقام بقاء باللہ حاصل کرتے ہیں اور اخلاق الٰہی سے متخلق ہو جاتے ہیں۔ ایسے وقت میں اگر وہ خلعت بخش کر پھر عالم میں بھیجے جائیں تو معاملہ نزدیک سے دور جا پڑتا ہے اور مقدمہ میں تکمیل پیدا ہوتی ہے۔

اگر پھر جہان میں نہ بھیجیں اور قرب کے بعد، بُعد حاصل نہ ہو تو وہ اولیائے عزلت سے شمار ہو گا۔ اور اس کے ہاتھ سے طالبوں کی بیعت اور ناقصوں کی تکمیل نہ ہو گی۔

یہ ہے کہانی بدایت ونہایت کی، بطریق رمز و اشارہ لیکن اس کا سمجھنا بغیر ان منزلوں کو طے کئے محال ہے۔ **وَ السَّلَام عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی و التزم متابعة المصطفٰی علیه و علٰی اٰلِهٖ الصّلٰوۃُ و السّلام۔**

(مکتوبات مجدد الف ثانی ج ۳ مکتوب ۱۲۴ ص ۷۰۲)

اللہ متقین کے ساتھ ہے

وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ (پ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۳۶)

اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کا ساتھی ہے۔

متقی کی نشانیاں متقی کی چار علامتیں ہیں:

(۱) **حفظ الحدود:** حدودِ شرعیہ کی پابندی کرنا۔

(۲) **بذل المجھود:** حتی الامکان اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال لٹانا۔

(۳) **الوفاء بالعھود:** ایفائے عہد یعنی وعدوں کو پورا کرنا۔

(۴) **القناعۃ بالموجود:** جو کچھ مل جائے، اس پر قناعت کرنا۔

(تفسیر روح البیان ج۳ تفسیر پ۱۰ ص۹۰)

فائدہ: قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت میں تقویٰ و طہارت والوں کو گویا ضمانت دی گئی ہے کہ تم تقویٰ کرو گے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ کریمہ ہے کہ وہ تمہیں ضرور اور لازماً فتح و نصرت عطا فرمائے گا۔

تقویٰ کے درجات

تقویٰ کا ادنیٰ درجہ کلمہ شہادت پر یقین رکھنا اور اس کا اقرار کرنا ہے۔ اس ادنیٰ درجہ کی برکت ہے کہ مسلمان کو دُنیا میں مال اور اولاد میں حفاظت اور آخرت میں عذاب سے نجات نصیب ہوتی ہے۔ پھر تقویٰ کے شرائط ظاہری و باطنی پورے کئے جائیں تو قلب کو ایک باطنی نور نصیب ہوتا ہے۔ یعنی قلب اوصاف ذمیمہ سے پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔ قلب کی صفائی سے سالک کو تقویٰ السِّر نصیب ہوتا ہے۔ اور تقویٰ السِّر یہ ہے کہ بندہ کا قلب ما سویٰ اللہ سے فارغ ہو جائے۔ پھر اُسے مقام "**مَنْ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ بِالنَّصْرِ وَ الْاِمْدَاد**" نصیب ہوتا ہے۔

(تفسیر روح البیان پ۱۰ التوبہ آیت ۳۶)

سُنّتِ سُنِیّہ کی متابعت کے بغیر کچھ اختیار نہ کرو

حضرت مجدد الف ثانیؒ لکھتے ہیں: ’’ہمہ تن حق تعالیٰ کی مرضیات میں مشغول ہو جاؤ اور سُنّتِ سُنِیّہ کی متابعت کے بغیر کچھ اختیار نہ کرو، اگر چاہتے ہو کہ مقبولوں میں اُٹھائے جاؤ۔‘‘ (مکتوبات مجدد الف ثانیؒ ج ۲ مکتوب ۶۸)

راہِ سلوک کے منازل

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ (المولود ۱۴ شوال ۹۷۱ھ المتوفی ۲۸ صفر ۱۰۳۵ھ) مکتوبات دفتر سوم مکتوب ۱۲۴ ص ۶۶۶ میں فرماتے ہیں:

’’جب مجھے راہِ سلوک کی ہوس پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی عنایت نے مجھے خانوادہ نقشبندیہ کے ایک خلیفہ کی خدمت میں پہنچایا۔ جن کی توجہ کی برکت سے خواجگان کا جذبہ (بلحاظ فنا صفت قیومیت میں جا ملتا ہے) حاصل ہوا۔

اور اندراج النہایہ فی البدایہ کے طریق سے بھی ایک گھونٹ حاصل ہوا۔ اس جذبہ کے حاصل ہو جانے کے بعد سلوک شروع ہوا۔‘‘

مقام قطب تک عروج

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں: اور یہ راہ میں نے اسد اللہ الغالب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روحانیت کی تربیت سے اس انجام تک طے کی۔ یعنی

اس اسم سے جو میرا پرورش کنندہ ہے۔ بعد ازاں اس اسم سے حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ کی روحانیت کی تربیت سے قابلیت اولیٰ تک جس کو حقیقت محمدیہ سے تعبیر کرتے ہیں، ترقی کی۔

وہاں سے اوپر حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحانیت کی تربیت سے عروج حاصل ہوا۔ وہاں سے آگے حضرت ختم المرسلین ﷺ کی روحانیت کی تربیت سے مقام اقطاب محمدیہ تک ترقی کی۔ یہ مقام قابلیت اولیٰ کے مقام سے اوپر ہے اور یوں سمجھو کہ یہ مقام قابلیت اولیٰ کا اجمال ہے اور قابلیت اولیٰ اس کی تفصیل ہے۔ اس مقام میں پہنچتے وقت حضرت خواجہ نقشبند کے خلیفہ خواجہ علاؤ الدین عطار قدس اللہ اسرارہم کی روحانیت سے بھی ایک طرح کی تربیت مجھے ملی۔ قطب کا انتہائی عروج اسی مقام اقطاب محمدیہ تک ہوتا ہے۔

(مکتوبات مجدد الف ثانیؒ ج ۳ مکتوب ۱۲۴)

صدیقوں کی علامات ...... حدیث قدسی

حضور ﷺ اپنے مالک حقیقی سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو شخص میری تقدیر کے سامنے سر جھکاتا ہے اور میری آزمائش پر صبر کرتا ہے اور میری نعمتوں کا شکر بجا لاتا ہے تو میں اسے صدیقوں میں لکھوں گا۔ اور جو شخص میری تقدیر پر راضی نہیں اور میری آزمائش پر صبر نہیں کرتا اور میری نعمتوں پر شکر نہیں کرتا تو پھر اُسے چاہیے کہ میرے سوا کوئی دوسرا رب تلاش کر لے۔

(تفسیر روح البیان ج ۲ پ ۵ ص ۳۴)

اللہ تعالیٰ سے ملنے کا راستہ

حضرت سری سقطیؒ فرماتے ہیں: اگر سالکین کا راستہ چاہتے ہو تو دن کو روزے رکھو اور رات کو جاگو اور گناہوں کو چھوڑ دو۔ اور اگر تجھے ولیوں کا راستہ چاہیے تو مخلوق سے علیحدگی اختیار کر کے صرف اللہ تعالیٰ کے ہو جاؤ۔

(تفسیر روح البیان ج۱ ص۵۴۴)

حدیث: لَا طَاعَةَ الْمَخْلُوْقِ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقُ

یعنی خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

(تفسیر معارف القرآن ج۵ سورہ بنی اسرائیل ص۴۵۲)

منازل سلوک

(۱) مقام عبدیت پر عبد، (۲) مقام صدیقیت پر صدیق، (۳) مقام شہادت پر شہید، (۴) مقام قیومیت پر قیوم، (۵) مقام غوثیت پر غوث، (۶) مقام قطبیت پر قطب الاقطاب، قطب الارشاد ہوتا ہے۔ اس کے نیچے پھر درجہ بدرجہ قطب ہوتے ہیں۔

اقسام الاولیاء اللہ

اس باب میں بزرگوں کی مختلف عبارتیں ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ سب بارہ گروہ ہیں: (۱) ابدال، (۲) ابرار، (۳) اخیار، (۴) اقطاب، (۵) امامین، (۶) اوتاد، (۷) عمد، (۸) غوث، (۹) مفردان، (۱۰) مکتومان، (۱۱) نجباء، (۱۲) نقباء۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۱) **ابدال** چالیس ہوتے ہیں۔ بائیس یا بارہ شام میں اور اٹھائیس یا اٹھارہ عراق میں رہتے ہیں۔

(۲) **ابرار:** اکثر نے ان ہی کو ابدال کہا ہے۔

(۳) **اخیار** پانچ سو یا سات سو ہوتے ہیں۔ اور ان کو ایک جگہ قرار نہیں۔ سیاح ہوتے ہیں۔ عالم غیب میں ان کا نام حسین ہوتا ہے۔

(۴) **اقطاب:** قطب العالم ایک ہوتا ہے۔ اس کو قطب العالم و قطب اکبر و قطب الارشاد و قطب الاقطاب و قطب المدار بھی کہتے ہیں۔ اور عالم غیب میں اس کا نام عبداللہ ہوتا ہے۔ اس کے دو وزیر ہوتے ہیں جو امامین کہلاتے ہیں۔

(۵) **امامین:** یہ قطب العالم کے وزیر ہوتے ہیں، جو امامین کہلاتے ہیں۔ عالم غیب میں وزیر یمین کا نام عبدالمالک اور وزیر یسار کا نام عبدالرب ہوتا ہے۔

بارہ قطب اور ہوتے ہیں۔ سات تو سات اقلیم میں رہتے ہیں، ان کو قطب اقلیم کہتے ہیں اور پانچ یمن میں، ان کو قطب ولایت کہتے ہیں۔ یہ عدد تو اقطاب معینہ کا ہے اور غیر معین ہر شہر اور ہر قریہ میں ایک ایک قطب ہوتا ہے۔ (التکشف، شریعت وطریقت ص ۳۳۸)

(۶) **اوتاد** چار ہوتے ہیں۔ عالم کے چاروں رکن میں رہتے ہیں۔

(۷) **عمد** چار ہوتے ہیں اور زمین کے چاروں گوشوں میں رہتے ہیں۔ (عالم غیب میں) سب کا نام محمد ہوتا ہے۔

(۸) **غوث** ایک ہوتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ قطب الاقطاب ہی کو غوث کہتے ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ اور ہوتا ہے اور مکہ میں رہتا ہے۔ بعض نے اس میں بھی اختلاف کیا ہے۔

(۹) **مفردان:** غوث ترقی کر کے فرد ہو جاتا ہے اور فرد ترقی کر کے قطب وحدت ہو جاتا ہے۔

(۱۰) **مکتومان:** مکتوم تو مکتوم ہی ہیں (یعنی پوشیدہ اور چھپے ہوئے)۔

(۱۱) **نجباء** ستر ہوتے ہیں اور مصر میں رہتے ہیں۔ (عالم غیب میں) سب کا نام حسن ہوتا ہے۔

(۱۲) **نقباء** تین سو ہوتے ہیں۔ ملک مغرب میں رہتے ہیں۔ (عالم غیب میں) سب کا نام علی ہوتا ہے۔ (شریعت وطریقت از مولانا اشرف علی تھانویؒ ص ۳۳۹)

قطب الارشاد

اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جن کے متعلق خدمت، ارشاد و ہدایت و اصلاح قلب و تربیت نفوس و تعلیم، طرق قرب و قبول عند اللہ ہے۔ اور یہ حضرات اہل ارشاد کہلاتے ہیں۔ اور ان میں سے اپنے عصر میں جو اکمل و افضل ہو اور اس کا فیض اتم و اعم ہو، اس کو قطب الارشاد کہتے ہیں۔ یہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے حقیقی نائب ہوتے ہیں۔ (التکشف، شریعت وطریقت از تھانویؒ ص ۳۴۰)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۲) لوگوں کے قلوب میں انوار و برکات ان کی وجہ سے آتے ہیں۔ برکات سے متمتع ہونے کی شرط ان کے ساتھ اعتقاد ہے۔

(کمالاتِ اشرفیہ ص ۱۲۸، شریعت وطریقت ص ۳۴۰)

(۳) قطب الارشاد کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ اپنے قطب ہونے کو جان بھی لے۔ ایک وقت میں قطب متعدد بھی ہو سکتے ہیں۔

(الکلام الحسن ص ۸۷، شریعت وطریقت از مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ ص ۳۴۱)

ہر بستی میں قطب

شیخ اکبر ابن عربی اندلسی المتوفی ۶۳۸ھ مؤلف فتوحات مکیہ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ ہر بستی میں خواہ وہ کفار ہی کی ہو، قطب ہوتا ہے۔

مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ فرماتے ہیں: اس کلام کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ وہاں ہی کے باشندوں میں سے ہو اور باطن میں مسلمان ہو مگر کسی خاص حالت کی وجہ سے اخفا کرے اور یہ بعید ہے۔ دوسرا یہ کہ وہ اُس جگہ مقیم نہ ہو لیکن وہ بستی اس کے تصرف میں ہو۔ جیسا کہ تھانیدار کہ اس کا تعلق دیہات سے بھی ہوتا ہے۔......

(۲) مگر اس کی ایک خاص علامت ہے اور وہ علامت یہ ہے کہ اس زمانہ کے اہل باطن کا اس کے ساتھ معاملہ دیکھا جائے۔ اگر وہ اس کا ادب کرتے ہوں تو ادب کرے اور اس کے بارے میں کف لسان کرے ورنہ ہر کافر کا معتقد نہ بنے۔ کیوں کہ اس طرح تو جہاد وغیرہ سب بند ہو جائے گا۔

(شریعت وطریقت از مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ ص ۳۴۱)

قطب تکوین

دوسرے وہ (قطب) جن کے متعلق خدمت اصلاحِ معاش و انتظام اُمورِ دُنیویہ و دَفع بلیات ہے کہ ہمت باطنی سے باذنِ الٰہی ان اُمور کی درستی کرتے ہیں۔ اور یہ حضرات اہل تکوین کہلاتے ہیں۔ جن کو ہمارے عرف میں اہل خدمت کہتے ہیں۔ اور ان میں سے جو اعلیٰ اور اقویٰ اور دوسروں پر حاکم ہوتا ہے، اس کو قطب تکوین کہتے ہیں۔ اور ان کی حالت مثل حضرات ملائکہ علیہم السلام کے ہوتی ہے، جن کو مدبرات امر فرمایا گیا ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام اسی شان کے معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے مقام و منصب کے لئے ایسے تصرفاتِ عجیبہ کا ہونا لازم ہے، بخلاف اہل ارشاد کے کہ ان کا خود صاحب خوارق ہونا بھی ضروری نہیں۔ البتہ ان حضرات کی کرامات اور طور کی ہوتی ہیں کہ ان کا ادراک عوام کو نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ امور ذوقی و وجدانی ہیں کہ اکثر اوقات ان کی خدمت وصحبت سے جو شخص مستفید ہوتا ہے، اس کو معلوم ہوتے ہیں۔ باقی یہ کہ جب نفع طریقت اہل ارشاد ہی سے ہوتا ہے تو اہل تکوین کے کمالات بیان کرنے سے کیا فائدہ؟ تو اس میں دو فائدے ہیں: ایک علمی، دوسرا عملی۔ علمی تو یہ کہ ایک کام کی بات معلوم ہو جائے تا کہ علم ناقص نہ رہے۔ عملی یہ کہ اکثر ایسے لوگ ظاہر صورت میں خستہ حال وشکستہ بال و ذلیل وخوار ہوتے ہیں۔ اگر یہ مسئلہ کسی کو معلوم ہوگا تو مساکین کی تحقیر وتوہین تو نہ کرے گا۔

خوب سمجھ لو، (جاننا چاہیے کہ) قطب تکوین کے لئے ضروری ہے کہ اس کو اپنے قطب ہونے کا علم ہو، کیوں کہ وہ ایک عہدہ ہے۔ جیسا حسن مہمندی جو سلطان محمود کا وزیر تھا، اس کو تو اپنے وزیر ہونے کا علم تھا، مگر ایاز کو اپنے محبوب ہونے کا علم ضروری نہیں کیوں کہ محبوبیت کوئی عہدہ نہیں، قرب کی ایک قسم ہے۔

(کلام الحسن ص ۸۷، شریعت وطریقت از حضرت تھانویؒ ص ۳۴۱)

قلندر

مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ فرماتے ہیں: اصطلاح صوفیہ میں وہ جماعت قلندر کہلاتی ہے، جن میں اعمالِ قالبیہ یعنی اعمالِ ظاہرہ تو کم ہوتے ہیں، مگر اعمالِ قلبیہ ان کے زیادہ ہوتے ہیں۔ اور اعمالِ قلبیہ یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ معاملہ درست رکھا جائے۔

قلب کی نگہداشت رکھی جائے کہ غیرحق کی طرف متوجہ نہ ہونے پائے۔ بلکہ اکثر اوقات قلب کو ذکر میں مشغول رکھا جائے۔ نیز قلب میں کسی مسلمان کی طرف سے غل وعقد (کینہ وحسد) نہ ہو۔ سب کے ساتھ خیر خواہی ہو۔ نیز حقوقِ وقت ادا کئے جائیں۔ نعمت پر شکر ادا ہوتا رہے۔ حزن وغم میں دل خدا تعالیٰ سے راضی رہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سے اعمالِ قلبیہ ہیں۔

(۲) طریق القلندر

طریق القلندر کے دو جز ہیں: ایک عمل جو حقیقت ہے طریق پارسائی کی

اور دوسرا محبت۔ اور طریق قلندر ان دونوں کا مجموعہ کا نام ہے۔ اصطلاح متقدمین کے اعتبار سے راہِ قلندر میں یہ بھی قید ہے کہ جس میں اعمال ظاہرہ و مستحبہ کی تقلیل ہو، جیسے بہت نفلیں اور وظائف نہ ہوں بلکہ محبت کی خاص رعایت ہو۔ یعنی تفکر اور مراقبہ زیادہ ہو۔ قلندر کو دُنیا کی وضع اور رسوم کی پرواہ نہیں، نہ مصالح پر نظر ہوتی ہے۔ اس کا دِل صاف اور سادہ ہوتا ہے۔ اس کی بڑی مصلحت یہی ہوتی ہے کہ ایک کو لے کر سب کو ترک کر دو۔

(شریعت وطریقت از حضرت تھانویؒ ص ۳۴۲)

ابدال کون ہوتے ہیں؟

عَنْ شُرَیْحِ بْنِ عُبَیْدٍ قَالَ ذُکِرَ اَھْلُ الشَّامِ عِنْدَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَ قِیْلَ الْعَنْھُمْ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ! قَالَ لَا اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یَقُوْلُ: اَلْاَبْدَالُ یَکُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَ ھُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا کُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ رَجُلًا یُسْقٰی بِھِمُ الْغَیْثُ وَ یُنْتَصَرُ بِھِمْ عَلَی الْاَعْدَآءِ وَ یُصْرَفُ عَنْ اَھْلِ الشَّامِ بِھِمُ الْعَذَابُ

(مسند احمد، مشکوۃ شریف حدیث ۶۰۱۵)

ابدال چالیس (۴۰) ہوتے ہیں

شریح ابن عبید کہتے ہیں کہ شام کے لوگوں کا امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے سامنے ذکر کیا گیا اور کہا گیا کہ اے امیر المؤمنین! شام والوں پر لعنت کیجیے۔ (حضرت علیؓ نے) کہا: میں شام والوں پر لعنت نہیں کرتا، اس لئے

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے: ابدال شام میں ہوں گے اور وہ چالیس (۴۰) مرد ہیں۔ ان میں سے جب کوئی مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دوسرے کو اس کی جگہ مقرر کر دیتا ہے (یعنی یہ ہمیشہ چالیس رہیں گے)۔ ان کے وجود کی برکت سے بارش ہوتی ہے اور ان کی نصرت سے دشمنوں سے بدلہ لیا جاتا ہے اور ان کے سبب شام والوں سے عذاب کو دفع کیا جاتا ہے۔ (رواہ مسند احمد بن حنبل بحوالہ مشکوۃ شریف ج۳ حدیث ۶۰۱۵)

ابدال کی عادات

امام غزالیؒ، احیاء العلوم میں لکھتے ہیں: کہتے ہیں کہ کسی سیاح نے کچھ کھانا کسی ابدال کو دیا۔ انہوں نے نہ کھایا۔ سیاح نے اس کا سبب پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: ہم بجز حلال اور کچھ نہیں کھاتے اور اسی وجہ سے ہمارے دِل مستقیم رہتے ہیں اور حالت یکساں رہتی ہے۔ اور عالم ملکوت کی سیر کرتے ہیں اور آخرت کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ اور اگر ہم تین دن وہ غذا کھائیں جو لوگ کھاتے ہیں تو نہ تو کچھ علم یقین ہم کو نصیب ہو اور نہ خوف اور مشاہدہ ہمارے دِل میں باقی رہے۔ اس سیاح نے کہا کہ میں ہمیشہ روزہ رکھتا ہوں اور ہر مہینہ میں تیس قرآن ختم کرتا ہوں۔ ابدال نے فرمایا کہ یہ چیز جو میں نے رات تیرے سامنے پی ہے، میرے نزدیک تیرے تیس ختم قرآن سے جو تین سو رکعتوں میں ہوں، بہتر ہے۔ اور انہوں نے رات کو جنگلی ہرنی کا دودھ پیا تھا۔ (احیاء العلوم ج۲ ب۴ حلال وحرام)

(۲) حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے کھانے کی چیز کو سمجھ لیتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ صدیق لکھتا ہے۔

(۳) حضرت سہل تستری فرماتے ہیں کہ جو کوئی یہ چاہے کہ صدیقوں کی علامتیں اس پر روشن ہو جائیں تو چاہیے کہ بجز حلال کے اور کچھ نہ کھائے اور بجز سنت اور فرض امور کے اور کوئی کام نہ کرے۔

(۴) اور کہتے ہیں کہ جو شخص چالیس دن تک مال مشتبہ کھاتا ہے، اس کا دِل سیاہ ہو جاتا ہے۔ (احیاء العلوم ج ۲ باب حلال وحرام فعل ص ۱۲۹)

ابدال کی صفات

امام غزالیؒ، احیاء العلوم میں لکھتے ہیں: بعض اکابر نے ابدال کی صفت بیان کی ہے کہ ان کی غذا فاقہ ہے۔ اور کلام ضرورت یعنی جب تک اُن سے کوئی کچھ نہ پوچھے تب تک نہ بولتے ہیں اور جب کوئی کچھ پوچھتا ہے اور ایسا شخص موجود دیکھتے ہیں کہ وہ بتا دے گا تو چپ رہتے ہیں اور اگر مجبور ہی ہوتے ہیں تو خوب جواب دیتے ہیں۔ اور یہ لوگ سوال سے پہلے بولنے کی تقریر کو خفیہ خواہش میں شمار کیا کرتے تھے۔ (احیاء العلوم ج ۲ باب اول علم کا بیان فصل ۶ ص ۱۳۸)

ابدال کی عادات

(۱) کسی کو گالی نہیں دیتے۔ (۲) کسی پر لعنت نہیں کرتے۔ (۳) اپنے ماتحت کو نہ ایذا دیتے ہیں، نہ انہیں حقیر سمجھتے ہیں۔ (۴) اپنے سے بڑے کے

ساتھ حسد نہیں کرتے۔(۵) لوگوں سے میٹھے بول بولتے ہیں۔(۶) نہایت نرم اور رقیق ہوتے ہیں۔(۷) سخی دِل ہوتے ہیں۔(۸) اُن کی (روحانی) پرواز کو نہ تیز گھوڑے پہنچ سکتے ہیں، نہ تیز ہوائیں۔ بس اُن کا واسطہ صرف رب تعالیٰ سے ہوتا ہے۔(۹) اُن کے دِل عالم ملکوت کی طرف لگے رہتے ہیں۔(۱۰) ہر وقت نیکی میں سبقت کرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا حقیقی گروہ یہی حضرات ہوتے ہیں:

اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (پ ۲۸ سورۃ مجادلہ آیت ۲۲)

ترجمہ: خوب سن لو کہ اللہ ہی کا گروہ فلاح پانے والا ہے۔

یہ حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے۔ انہوں نے کتاب روض الریاحین میں لکھا ہے۔ (حاشیہ تفسیر روح البیان ج ۳ پ ۹ ص ۲۲۰)

ابدال اور چھوٹے بچوں کی عادات

حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ کتاب حسن المحاضرہ فی احوال مصر و القاہرہ میں لکھتے ہیں کہ اگر کوئی چاہے کہ وہ ابدال میں سے ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اپنے اندر بچوں کی سی عادات پیدا کرے۔ چھوٹے بچوں میں پانچ ایسی عادتیں ہوتی ہیں، اگر وہ بڑوں میں ہوں تو ابدال بن جائیں:

(۱) اپنے رزق کا اہتمام نہیں کرتے۔(۲) جب بیمار ہوتے ہیں تو اپنے خالق کا شکوہ نہیں کرتے۔(۳) اکٹھے ہو کر کھانا کھاتے ہیں۔(۴) جب لڑتے

ہیں تو حد سے نہیں بڑھتے۔(۵) جلد تر صلح کر لیتے ہیں۔

(تفسیر روح البیان پ۵ ج۲ص۲۹٦)

ذِکرِ الٰہی کی فضیلت

عَنْ عَبْدِ اللّٰہ بْن عُمَر عَنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ لِکُلّ شَیْءٍ صِقَالَۃٌ وَ صِقَالَۃُ الْقُلُوْب ذِکْرُ اللّٰہِ وَ مَا مِنْ شَیْءٍ اَنْجٰی مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ منْ ذِکْرِ اللّٰہ قَالُوْا وَ لَا الْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ: وَ لَا اَنْ یَضْرِب بِسَیْفِہٖ حَتّٰی یَنْقَطِعُ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر چیز کو صاف کرنے کے لئے کوئی چیز ہوتی ہے اور دلوں کو صاف کرنے کی چیز اللہ کا ذکر ہے۔ ذکر الٰہی سے بڑھ کر اللہ کے عذاب سے نجات دلانے والی کوئی چیز نہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا: کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ فرمایا: نہیں، خواہ لڑتے لڑتے (مجاہد کی) تلوار کے ٹکڑے بھی ہو جائیں۔

(رواہ بیہقی)

ذکر الٰہی کے باب میں ارشاد ربانی ہے:

(۱) اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب (سورۃ الرعد۱۳۔۲۸)

ترجمہ: سنو! اللہ کے ذکر سے ہی دِلوں کو سکون ملتا ہے۔

(۲) وَ اذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا (سورۃ الدہر۷٦۔۲۵)

ترجمہ: صبح وشام اپنے رب کے نام کا ذکر کرو۔

(۳) فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا O وَ سَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا (سورۃ الاحزاب۳۳۔۴۱،۴۲)

ترجمہ: (اے ایمان والو!) جب نماز پڑھ چکو تو اللہ کا ذکر بہت کثرت سے کرو۔ (خصوصاً) صبح وشام اس کی تسبیح کیا کرو۔

(۴) وَ اذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّ خِیْفَۃً وَّ دُوْنَ الْجَھْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ وَ لَا تَکُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ

ترجمہ: اور اپنے رب کا ذکر عاجزی اور خوف سے دل میں اور دھیمی آواز سے صبح وشام کیا کرو اور غافلوں میں سے نہ ہو۔ (سورۃ الاعراف ۷۔۲۰۵)

(۵) اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (سورۃ طٰہٰ آیت ۱۴)

میرے ذکر میں نماز قائم رکھیں۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ دَائِمًا وَ سَرْمَدًا

خادم اہل سنت عبدالوحید الحنفی

اوڈھروال تحصیل وضلع چکوال

۳۰ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ ۱۷ مارچ ۲۰۱۰ء

☆☆☆☆

سکیننگ کمپوزنگ ڈیزائننگ پروف ریڈنگ کلر پرنٹنگ بائنڈنگ
اسلامی لٹریچر اور کتب کی بہترین کمپوزنگ اور پرنٹنگ کے لئے، نیز ہر قسم کے اشتہارات اور ایڈورٹائزنگ کے لئے رجوع کریں
النور مینجمنٹ ڈب مارکیٹ پنوال روڈ چکوال 0334-8706701، www.alnoors.com

اصلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

یا اللہ مدد — حق چار یار

دینیات

سُلوک وطرِیقت کی حقیقت

(حصہ دوم)

ذِکرِ الٰہی کی فضِیلت

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی

چکوال

اشاعتی سلسلہ نمبر 19

شائع کردہ: کشمیر بک ڈپو سبزی منڈی، تلہ گنگ روڈ چکوال

النور منیجمنٹ چکوال 0334-8706701 0543-421803

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

www.khudamahlesunat.com

فہرست عنوانات

ذِکر اِلٰہی کی فضیلت	3
مجرد اسم ذات ''اَللّٰہُ'' کا ذکر	3
طریقہ ذکر اسم ذات ''اَللّٰہُ''	4
ذِکر لسانی وقلبی کا طریقہ	5
ذِکر خفی قلبی کا طریقہ	6
اسم اعظم ''یا اَللّٰہُ''	7
مجرب روحانی علاج	8
مدنی سلسلہ سے مقدر حصہ ملے گا	8
یہ دُنیا بطور مسافر خانہ کے ہے	9
اِسم ذات کا ذِکر رُوح کی غذا ہے	10
ذِکر نفی اثبات	10
مقام فرد...... قطبیت سے مقام فردیت تک	11
قطب ارشاد	13
ذِکر اسم ذات ''اَللّٰہُ'' سے سَیر عَنِ اللّٰہ بِاللّٰہ	15
نماز میں لطائف ستہ بارگاہِ الٰہی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں	16
انسان کے سات لطیفوں کے موافق سات قدم	17
منصب قیوم (یعنی منصب وزارت قیومیت)	18
منصب صدیق...... مقام صدیقیت	20
مقام ولایت...... مقام شہادت...... مقام صدیقیت	21
راہِ سلوک میں ترقی مراتب...... ذکر، تلاوت، قرآن اور نماز	21
ہر عمل کے لئے مقام وموسم ہے	23
لطائف ستہ	23
منصب عبد...... مرتبہ مقام عبدیت	25
عالم کبیر اور عالم صغیر سے مراد	26
ہمزاد شیطان	29
شیطان سراسر فتنہ ہے	30

☆☆☆☆

ترتیب: حافظ عبدالوحید الحنفی (ساکن اوڈھروال تحصیل وضلع چکوال) 0313-5128490
26 جمادی الاولیٰ 1429ھ مطابق یکم جون 2008ء...... قیمت 20 روپے
ٹائٹل وکمپوزنگ: ظفر ملک...... النور مینجمنٹ، ڈب مارکیٹ، پنوال روڈ چکوال
ڈیزائننگ ❀ کمپوزنگ ❀ سکیننگ ❀ پرنٹنگ ❀ بک بائنڈنگ
zedemm@yahoo.com 0543-421803/0334-8706701

حافظ عبدالوحید الحنفی

سلوک وطریقت کی حقیقت (حصہ دوم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَ الْجَمَاعَۃِ بِفَضْلِہِ الْعَظِیْم۔
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی خُلُقِہٖ عَظِیْم۔
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَخُلَفَائِہٖ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم

ذِکرِ الٰہی کی فضیلت

(۱) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکَ بِتِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَ ذِکْرِ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ فَاِنَّہٗ ذِکْرُ لَّکَ فِی السَّمَاءِ وَ نُوْرٌ لَّکَ فِی الْاَرْضِ (الترغیب والترہیب ۳ ص ۵۳۰ عبدالعظیم منذری)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تلاوت قرآن کو لازم پکڑ اور ذکر الٰہی کیا کر۔ کیوں کہ اس سے آسمان میں تیرا ذکر ہوگا اور زمین میں تیرے لئے نور ہوگا۔

مجرد اسم ذات "اَللّٰہ" کا ذکر

(۲) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ عَلٰی اَحَدٍ یَّقُوْلُ اَللّٰہ اَللّٰہ (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک (دُنیا میں) ایک بھی

اللہ اللہ کرنے والا موجود ہوگا۔

مزید براں اذان اَللّٰہُ اَکْبَرُ سے شروع اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر ختم ہوتی ہے اور نماز بھی اَللّٰہُ اَکْبَرُ سے شروع اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہ پر ختم ہوتی ہے۔

طریقہ ذکر اسم ذات ''اَللّٰہُ''

ذکر جہر مذہب حنفی میں بدعت ہے، مگر اس جگہ کہ اس میں ذکر جہر آیا ہے۔ مثلاً اذان، تکبیرات تشریق وغیرہ، اس میں بدعت نہیں اور ما سوائے اس کے ذکر جہر بدعت ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۱) چنانچہ فتح القدیر میں ہے:

وَ الْاَصْلُ فِی الْاَذْکَارِ الْاِخْفَاءُ وَ الْجَھْرُ بِھَا بِدْعَۃ ...... الخ

یعنی اصل اذکار میں چپکے ذکر کرنا ہے اور ان کا پکار کر کرنا بدعت ہے۔

جہاں کہیں بدعت کو مطلق چھوڑتے ہیں، بدعت سیئہ مراد ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ بات بھی فقہ کی کتابوں کی عبارتوں سے معلوم ہوتی ہے۔

(۲) اور غایۃ البیان شرح ہدایہ میں ہے:

لِاَنَّ الْجَھْرَ بِالتَّکْبِیْرِ بِدْعَۃٌ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی: اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَۃً (پ۸ سورۃ الاعراف آیت ۵۵)

یعنی کسی بھی وقت جہر کے ساتھ تکبیر بدعت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: پکارو اپنے رب کو گڑگڑا کر اور پوشیدہ۔

(۳) اور کفایہ شرح ہدایہ میں ہے:

اِنَّ الْجَھْرَ بِالتَّکْبِیْرِ بِدْعَۃٌ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ اِلَّا فِی الْمَوَاضِعِ الْمُسْتَثْنَاۃ (کفایہ شرح ہدایہ)

یعنی کسی بھی وقت جہر کے ساتھ تکبیر بدعت ہے سوائے چند چیدہ جگہوں کے۔

ذِکرلسانی وقلبی کا طریقہ

ذکرلسانی ہمیشہ اپنی کثرت اور مداومت سے کریں۔ ذکرقلبی جس کا مرکز زیر پستان چپ جو چار انگل نیچے ہے اور ذکر روحی کی طرف جس کا مرکز زیر پستان راست ہے، منجر ہوتا ہے۔ مگر ہم کو لطائف کے جاری کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس میں مسافت طویل ہے۔ بہرحال پچیس ہزار (۲۵۰۰۰) ذکرلسانی پر مداومت فرمایئے اور جس قدر اس میں زیادتی ممکن ہو عمل میں لاتے ہوئے قلبی ذکر کی طرف بھی توجہ فرمایئے۔ یعنی قلب جو کہ بائیں پستان سے چار انگل نیچے تصور کیجئے، اس سے لفظ ''اللّٰہ'' برابر نکلتا رہے۔

ذات مقدسہ چونکہ محبوب قلب ہے اور حسب قاعدہ مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ۔ قلب بے چینی کے ساتھ محبوب حقیقی کو یاد کرتا ہے۔ اس میں ذکرلسانی کو دخل نہ دیجئے، فقط دھیان اور تصور ہوگا۔ اور خیال ہی خیال میں ذکر کرتے ہوئے کم از کم دو ہزار (۲۰۰۰) روزانہ ایک ہی مجلس میں یا متعدد مجالس میں اس کو پورا کیجیے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام حضرت مدنی ج ۴ ص ۱۰۹)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ذِکر خفی قلبی کا طریقہ

مکمل یکسوئی سے بیٹھ جائیں۔ نفسانی خواہشات کو دِل سے نکالنے اور خواہش کو معطل کرنے کی کوشش کریں۔

نیت یہ ہو کہ دِل سے گناہوں کا زنگ اُتر جائے، غفلت دور ہو، اللہ کی محبت پیدا ہو جائے اور اللہ کی رضا نصیب ہو جائے اور اللہ کی نظر رحمت کا مستحق ہو جائے۔

مسنون تسبیحات کے بعد تصور کریں کہ دِل ایک شیشے کی مانند ہے جس سے لفظ ''اللہ'' برابر نکل رہا ہے۔

اسم ذات ''اللہ'' خیال کے ساتھ پڑھتے ہوئے دل ہی دل میں اللہ اللہ کرتے رہیں۔ اس ذکر کو اپنے مرشد کی ہدایت کے مطابق روزانہ ایک ہی مجلس یا متعدد مجالس میں اس کو پورا کیجئے۔

ذِکر اِسم ذات ''اللہ''

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ تحریر فرماتے ہیں:

(۱) ہمیشہ رحمت خداوندی کے طلب گار رہیں۔ روزانہ کم از کم چھ ہزار مرتبہ اسم ذات یعنی لفظ ''اللہ'' آہستہ آہستہ ذکر کرلیا کریں، خواہ ایک مجلس میں ہو یا مجالس متعددہ میں اور یہ دھیان بوقت ذکر رہے کہ محبوب فقط ''اللہ'' ہے۔ اور مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ، اس کی محبت اور فریفتگی کی وجہ سے اس کا نام

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

میری زبان پر جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے گا۔

(مکتوبات شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ ج ۲ مکتوب ۱۳۹)

اسم اعظم "یا اللہ"

حکایت: حضرت ابوبکرؒ فرغانی نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں قافلہ سے رہ گیا اور منزل مقصود کے لئے صحیح راستہ نہیں مل رہا تھا۔ میں نے الٰہ العلمین کے حضور میں عرض کی کہ کاش! مجھے اسم اعظم نصیب ہوتا، میں منزل کو پالیتا۔ اندریں اثناء دو نوجوان ملے۔ اُن میں سے ایک نے کہا کہ اسم اعظم "یا اللہ"۔ میں سن کر خوش ہو گیا کہ مجھے اسم اعظم کی تعلیم نصیب ہوئی۔ دوسرے نوجوان نے کہا کہ صرف زبان سے کہنے سے اسم اعظم کام نہیں دے گا بلکہ نہایت عجز و انکساری سے کہے، جیسے کوئی دریا کی موجوں میں اس کی سخت طغیانی میں پھینک کر عرض کرتا ہے: یا اللہ! اگر ایسے ہی کہو گے تو یہی اسم اعظم ہے۔ اور اسی سے تمام مشکلات حل ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور ماویٰ اور ملجا نہیں ہے۔

(تفسیر روح البیان ج ۳ پ ۱۰ ص ۱۷)

ذکر اسم ذات ......"اللہ اللہ"

حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت مدنی تحریر فرماتے ہیں: درود شریف پڑھیں اور باقی اوراد کے بجائے ذکر اسم ذات کی کثرت کر لیں۔ اسم ذات "اللہ" کے اندر تمام تسبیحات آ جاتی ہیں۔ حسب حال اسم ذات جتنا زیادہ کر سکے، بڑی نعمت ہے۔ قلبی توجہ کے ساتھ صرف زبان

عبد الوحید الحنفی خادم اہلسنت

سے اَللّٰہُ اَللّٰہُ پڑھیں۔

(۲) قرآن مجید کی تلاوت بھی صرف ذکر کی نیت سے ہو۔ اور فہم قرآن کے لئے تفسیر کا بھی حسب ضرورت مطالعہ کر لیں۔

(۳) زیارت نبوی ﷺ کے لئے حسب ذیل وظیفہ پڑھ لیا کریں:

شب جمعہ میں ایک ہزار مرتبہ درود شریف اور ایک ہزار مرتبہ سورۂ کوثر پڑھ کر سو جائیں۔ (مکتوبات مولانا قاضی مظہر حسینؒ بنام عبدالوحید الحنفی مکتوب ۱۲)

مجرب روحانی علاج

حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب تحریر فرماتے ہیں: تلاوت قرآن اور درود شریف کے علاوہ اسم ذات اَللّٰہُ اَللّٰہُ کی کثرت رکھیں۔ قلب کی طرف توجہ کر کے دل میں پڑھتے رہیں۔ اسم ذات کے اندر نور ہے۔ غیر اللہ کی ظلمتیں کافور ہو جاتی ہیں اور مقصود حیات حاصل ہو جاتا ہے۔ دُنیا اور اہل دُنیا سے کٹ کر انسان (اہل ایمان) اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ تعلق جوڑے۔ غیر اللہ کی تمام تر ظلمتیں توڑنے کا یہ گویا کہ مجرب علاج ہے۔

(مکتوبات مولانا قاضی مظہر حسینؒ بنام عبدالوحید الحنفی مکتوب ۱۵)

مدنی سلسلہ سے مقدر حصہ ملے گا

مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب لکھتے ہیں: آپ کو بھی بشرط ذِکر و ریاضت مدنی سلسلہ سے مقدر حصہ ملے گا، بفضلہٖ تعالیٰ۔ آپ بھی اسم ذات کی کثرت

رکھیں۔ قید و بند بظاہر تو ایک بڑی مصیبت ہے، لیکن اس کے اندر بھی رحمتیں پنہاں ہیں۔ اندر ہوں یا باہر، مقصد حیات تو اپنے رب کریم کے ساتھ تعلق جوڑنا ہے۔ ...... اگر مقصود حیات حاصل ہو جائے تو فوزِ عظیم ہے۔

(مکتوبات مولانا قاضی مظہر حسینؒ بنام عبدالوحید الحنفی مکتوب ۱۴)

یہ دُنیا بطور مسافر خانہ کے ہے

حسب ضابطہ قرآنی: ''کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ''، جو بھی اس جہان میں آیا ہے، وہ مستقل طور پر یہاں رہنے کے لئے نہیں آیا۔ یہ دُنیا بطور مسافر خانہ کے ہے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

اصل منزل آخرت ہے۔ یہ دُنیا دارالعمل ہے اور آخرت دارِ جزا (یَوْمِ الدِّیْن) ہے۔ جو ہم یہاں بوئیں گے، آخرت میں اس کا پھل پائیں گے۔ لیکن آج کل مادیت کا غلبہ ہے۔ بہت کم لوگ ہیں جن کو یہ احساس ہے کہ ہم اس فانی زندگی میں آخرت کے لئے کچھ کما لیں۔

موت پر انسان ہر چیز چھوڑ کر اس جہان سے رُخصت ہو جاتا ہے۔ قبر اور قیامت میں دو ہی چیزیں کام دیں گی: ① ایمان اور ② اعمالِ صالحہ۔

قرآن مجید میں جا بجا فرمایا گیا: اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اصل بنیاد ایمان ہے۔ اگر عقیدہ شریعت کے مطابق صحیح ہے تو عمل قبول ہے۔ اگر عقیدہ صحیح نہیں (العیاذ باللہ) تو عمل خواہ صورتاً کتنا ہی اچھا ہو قبول

نہیں۔ (مکتوبات مولانا قاضی مظہر حسینؒ بنام عبدالوحید الحنفی مکتوب ۱۷)

اِسم ذات کا ذِکر رُوح کی غذا ہے

اعلانِ خداوندی ہے: اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب (یعنی دِلوں کو اطمینان ذِکرِ الٰہی سے ہی ہوگا)۔ کیوں کہ ذکر روح کی غذا ہے۔

نماز بھی اعلیٰ درجے کا ذکر ہے۔ فرمایا: اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (میرے ذِکر میں نماز قائم رکھیں)۔ (سورۃ طٰہٰ آیت ۱۴)

تلاوتِ قرآن بھی ذکر ہے۔

خصوصی ذکر اسم ذات اللہ اللہ: لیکن ایک ذکر وہ ہے جو صوفیہ کرام کے نزدیک خصوصی ذکر ہے۔ مثلاً اسم ذات کا ذکر یعنی اللہ اللہ، نفی اثبات کا ذکر یعنی لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ ۔اس کا مخصوص فائدہ ہے۔ اسم ذات اللہ اللہ جتنا بھی ہو سکے کرتے رہیں۔ (مکتوبات مولانا قاضی مظہر حسینؒ بنام عبدالوحید الحنفی مکتوب ۱۷)

ذِکر نفی اثبات

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ فرماتے ہیں: نفی و اثبات میں اعلیٰ درجہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ کے کلمہ طیبہ میں یہ ہے کہ جو کچھ دید و دانش اور کشف و شہود میں آئے، خواہ وہ محض تنزیہ و بے کیف ہو، سب کچھ "لَآ" کی تحت میں داخل ہو اور اثبات کی جانب میں سوائے "اللّٰـہ" کہنے کے جو دل کی موافقت سے کہا جائے اور کچھ نصیب نہ ہو۔ (مکتوبات مجدد الف ثانی دفتر سوم مکتوب ۱۲۴ ص ۷۱۱)

مقامِ فرد......قطبیت سے مقامِ فردیت تک

حضرت مجدد الف ثانیؒ لکھتے ہیں: قطب کا انتہائی عروج اسی مقام (اقطاب محمدیہ) تک ہوتا ہے۔ دائرہ ظلیت بھی اسی مقام پر ختم ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں یا تو خالص اصل ہے یا اصل اور ظل ملے ہوئے ہیں۔ یہ مقام افراد کے لئے مخصوص ہے۔

ہاں بعض قطب بھی افراد کی ہم نشینی کے سبب مقام ممتزج (جہاں اصل اور سایہ ملے جلے ہیں) تک ترقی کرتے ہیں اور اس اصل و سایہ ملے ہوئے کو دیکھتے ہیں۔ لیکن محض اصل خالص تک پہنچنا یا اسے دیکھنا حسب درجہ افراد کا خاصہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، جسے چاہے عنایت کرے۔ اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔ اس مقام اقطاب پر پہنچ کر جناب سرور کائنات ﷺ سے مجھے قطبیت ارشاد کی خلعت عنایت ہوئی اور اس منصب سے مجھے سرفراز فرمایا۔

بعد ازاں پھر عنایت الٰہی جل شانہٗ عم نوالہٗ کی عنایت میرے شامل حال ہوئی اور اس مقام سے اوپر کی طرف ترقی نصیب ہوئی۔ حتیٰ کہ مجھے عنایت الٰہی نے اصل ممتزج (اصل و سایہ ملا ہوا) تک پہنچایا۔ اور وہاں بھی فنا و بقا نصیب ہوئی۔ جیسا کہ گذشتہ مقامات میں ہوتی آئی تھی۔ وہاں سے آگے مقاماتِ اصل میں ترقی عنایت فرمائی اور اصل الاصل تک پہنچا دیا۔ اس آخری عروج میں جو مقاماتِ اصل کا عروج ہے، حضرت غوث الاعظم محی الدین شیخ عبدالقادر قدس

سرہٗ کی روحانیت کی تربیت نصیب ہوئی، جس نے اپنی قوت تصرف سے ان مقامات سے عبور کرا کے اصل الاصل میں پہنچا دیا۔ وہاں سے پھر میں جہان کی طرف لوٹایا گیا۔ چنانچہ لوٹتے وقت ہر مقام سے عبور حاصل ہوا۔ مجھے یہ نسبت فردینہ جس سے عروج اخیر مخصوص ہے، اپنے والد ماجد (شیخ عبدالواحد بن زین العابدینؒ) سے حاصل ہوئی۔

مجھے عبادتِ نافلہ کی توفیق خصوصاً نمازِ نافلہ کا ادا کرنا بھی اپنے والد ماجد سے حاصل ہوا اور انہیں یہ سعادت اپنے شیخ (شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ) سے جو سلسلہ چشتیہ سے منسوب تھے، حاصل ہوا۔ جب تک مقام اقطاب سے عبور نہ کر چکا، مجھے علم لدُنّی حضرت خضر علیہ السلام کی روحانیت سے حاصل ہوتے رہے۔

بعض بڑے بڑے اقطاب ارشاد ہو کر مقام فردیت میں جاتے ہیں اور وہاں سے نہایت النہایۃ میں پہنچتے ہیں۔ صرف افراد کی راہ اور ہے۔ بغیر قطبیت کے اس راہ سے نہیں گزر سکتے۔ یہ مقام (کبرویہ) مقام صفات اور اس شاہراہ کے مابین واقع ہے۔ گویا یہ دونوں مقاموں کا رُخ ہے، دونوں طرف سے اُسے حصہ ملتا ہے۔

پہلا مقام (چشتیہ) شاہراہ کی دوسری طرف واقع ہے، جس کو صفات سے بہت کم مناسبت ہے۔ اس کے بعد مجھے اکابر سہروردیہ کے مقام میں جو شیخ شہاب الدین قدس سرہٗ سے اس طرف ہیں، عبور واقع ہوا۔ یہ مقام سنت نبوی

خادم اہل سنت حافظ عبدالوحید الحنفی

علیٰ مصدر بالصلوٰۃ والسلام والتحیات کے اتباع کے نور سے آراستہ اور مشاہدہ فوق الفوق کی نورانیت سے مزین ہے۔ توفیق عبادات اس مقام کی رفیق ہے۔ بعض سالک جو ابھی اس مقام تک نہیں پہنچے اور عبادات نافلہ میں مشغول ہیں، اس سے مطمئن ہیں۔ انہیں بھی اس مقام کی مناسبت کی وجہ سے اس مقام سے کچھ حصہ نصیب ہوتا ہے۔ عبادات نافلہ اصالتاً اسی مقام کے مناسب ہیں۔ دوسرے کیا مبتدی اور کیا منتہی سب اس مقام کی مناسبت کی وجہ سے بہرہ ور ہیں۔

(مکتوبات مجدد الف ثانیؒ ج ۳ مکتوب ۱۲۴ ص ۶۶۸)

قطب ارشاد

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید الحنفی

حضرت مجدد الف ثانیؒ لکھتے ہیں: ’’قطب ارشاد‘‘ جس میں فردیت کے محال کمالات بھی پائے جاتے ہیں، نہایت قلیل الوجود ہوتا ہے۔ کئی صدیوں بلکہ بے شمار زمانہ کے بعد اس قسم کا موتی ظاہر ہوتا ہے۔ جس کے نور ظہور سے تاریک دُنیا روشن ہو جاتی ہے۔ اس کی ہدایت محیط عرش سے لے کر مرکز زمین تک تمام جہان کو حاصل ہوتی ہے۔ جس شخص کو رشد و ہدایت اور ایمان و معرفت حاصل ہوتے ہیں، اسی کی وساطت سے ہوتے ہیں۔ اس کے وسیلے کے بغیر براہِ راست کسی کو یہ نعمت حاصل نہیں ہوسکتی۔ گویا اس کا نورِ ہدایت سمندر کی طرح تمام جہان کو گھیرے ہوتا ہے اور وہ ایک منجمد سمندر ہے، جو بالکل حرکت نہیں کرتا۔ جو شخص اس بزرگ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کا مخلص ہوتا ہے یا

وہ بزرگ کسی طالب کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو توجہ کے وقت طالب کے دل میں گویا ایک سوراخ کھل جاتا ہے، جس کی راہ اس دریا سے توجہ اور اخلاص کے موافق سیراب ہوتا ہے۔

اسی طرح جو شخص ذکر الٰہی میں مشغول ہے لیکن اس بزرگ (قطب ارشاد) کی طرف متوجہ نہیں مگر انکار کی وجہ سے نہیں بلکہ اس واسطے کہ وہ اسے جانتا نہیں تو بھی اسے اسی قسم کا فائدہ پہنچتا ہے۔ مگر پہلی صورت میں بہ نسبت دوسرے کے زیادہ فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ لیکن جو ''قطب ارشاد'' کا منکر ہے یا وہ بزرگ اس سے ناراض ہے، خواہ وہ کتنا ہی ذِکر الٰہی میں مشغول رہے، پھر بھی رُشد و ہدایت کی حقیقت سے محروم رہتا ہے اور اس کا انکار اس کے فیض کا سدراہ ہوتا ہے، خواہ قطب ارشاد اسے فائدہ نہ پہنچانے کے لئے یا نقصان پہنچانے کے لئے توجہ نہ ہی کرے، ایسے شخص کو ہدایت کی حقیقت میسر نہیں ہوسکتی۔

گویا اسے رُشد کی صورت حاصل ہوتی ہے، لیکن محض صورت سے کیا کام نکل سکتا ہے۔ صورت بے معنی سے بہت تھوڑا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ جو لوگ قطب ارشاد کے محبّ و مخلص ہوتے ہیں، گو وہ ذکر الٰہی اور توجہ مذکور سے خالی ہی ہوں تو بھی محض محبت کی وجہ سے رشد و ہدایت کا نور پا لیتے ہیں۔

وَ السَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی وَ الْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰی عَلَیْهِ وَ عَلٰی اٰلِهِ الصَّلَوٰتُ وَ التَّسْلِیْمَات۔ (مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی ج ۳ مکتوب ۱۲۴ ص ۶۶۹)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ذِکراسم ذات "اللہ" سے سیر عن اللہ باللہ

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں: سَیر اِلَی اللہ سے مراد کسی ایک اسم الٰہی تک کی سیر ہے۔ جو سالک کا مبداء تعین ہے اور سَیر فِی اللہ سے مراد اس اسم میں یہاں تک سیر کرنا ہے کہ اسماء و صفات اور شیون و اعتبارات کے لحاظ سے مجرد ذات احدیت کی بارگاہ میں پہنچ جائے۔

یہ تقریر اس وقت درست معلوم ہوتی ہے جب کہ اسم مبارک "اللہ" سے مراد مرتبہ وجوب لیا جائے، جو اسماء و صفات کا جامع ہے۔ لیکن اگر اس اسم مبارک "اللہ" سے مراد ذات محض لی جائے تو پھر سَیر فِی اللہ بھی سَیر اِلَی اللہ میں داخل ہوتی ہے۔ اور اس طرح سَیر فِی اللہ بالکل حاصل نہیں ہوتی۔ کیوں کہ آخری نقطہ میں سیر کرنا وہم و خیال میں نہیں آ سکتا۔

اس نقطے پر پہنچ کر بلا توقف جہان کی طرف لوٹنا ہوتا ہے۔ جیسے سَیر عَنِ اللّٰہ بِاللّٰہ کہتے ہیں۔ یہ شناخت آخری سے آخری نقطہ تک کے واصلوں کے لئے مخصوص ہے۔ میرے سوا کسی ولی اللہ نے اس شناخت کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے، اپنی طرف چن لیتا ہے۔ اللہ کا شکر ہے۔

وَالسَّلَام عَلٰی سَیِّد الْمُرْسَلِیْن مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ اَجْمَعِیْن اَبَدَالْاٰبِدِیْن۔

(مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی ج ۳ مکتوب ۱۲۴ ص ۱۷۶)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

نماز میں لطائف ستہ بارگاہِ الٰہی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں: نہایت النہایت (آخری مقام) واصل رجوع قہقری کے (الٹے پاؤں واپس آتے) وقت نچلے سے نچلے مقام میں اتر آتے ہیں، یہی نچلے سے نچلے مقام میں اُتر آنا ہی اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ وہ اعلیٰ سے اعلیٰ اور آخری سے آخری مقام تک ترقی کر چکے ہیں۔

جب نزول اس خصوصیت سے وقوع میں آتا ہے تو صاحب رجوع ہمہ تن عالم اسباب کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ اس کا کچھ حصہ بارگاہِ الٰہی کی طرف متوجہ ہو اور کچھ خلقت کی طرف۔ کیوں کہ ایسی حالت اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ آخری سے آخری مقام تک نہیں پہنچا۔ نیز اسے نچلے سے نچلے مقام تک نزول بھی حاصل نہیں ہوا۔

اب اصل بات کو بیان کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ نماز پڑھتے وقت جو کہ مومن کے لئے معراج ہے، صاحب رجوع کے تمام لطائف بارگاہِ الٰہی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور نماز سے فارغ ہو کر بالکل خلقت کی طرف۔ لیکن فرائض وسنن ادا کرتے وقت چھ لطیفے بارگاہِ الٰہی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور نفل ادا کرتے وقت صرف عمدہ سے عمدہ لطیفے، ممکن ہے کہ حدیث "لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ" کا اشارہ اس خاص وقت کی طرف ہو جو نماز سے مخصوص ہے اور اس اشارہ کا قرینہ

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

تعین حدیث ''قُرَّۃ عَیۡنِیۡ فِی الصَّلٰوۃ (مجھے نماز میں آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل ہوتی ہے)''۔ اس قرینے کے علاوہ کشف صحیح اور الہام صریح بھی اس بارے میں مجھے ہوا ہے۔ (مکتوبات مجدد الف ثانیؒ ج۳ مکتوب ۱۲۴ ص ۶۷۲)

انسان کے سات لطیفوں کے موافق سات قدم

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ لکھتے ہیں: میرے مخدوم! یہ راہ جس کے طے کرنے کے ہم درپے ہیں، انسان کے سات لطیفوں کے موافق سب سات قدم ہیں۔ دو قدم ''عالم خلق'' میں ہیں، جن کا تعلق قالب اور نفس کے ساتھ ہے اور پنج قدم ''عالم امر'' میں ہیں، جو ① قلب، ② روح، ③ سِرّ، ④ خفی، ⑤ اخفی کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اور ان سات قدموں میں سے ہر ایک قدم میں دس ہزار پردے پھاڑنے پڑتے ہیں۔ خواہ وہ پردے نورانی ہوں یا ظلمانی۔

اِنَّ لِلّٰہِ سَبۡعِیۡنَ اَلۡفَ حِجَابٌ مِنۡ نُوۡرٍ وَّ ظُلۡمَۃٍ

تحقیق اللہ تعالیٰ کے لئے ستر ہزار پردے نور اور ظلمت کے ہیں۔

اور پہلے قدم میں جو عالم امر میں لگاتے ہیں، تجلی افعال ظاہر ہوتی ہے۔ اور دوسرے قدم پر تجلی صفات اور تیسرے قدم پر تجلیات ذاتیہ کا شروع آ جاتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس درجوں کے تفاوت کے لحاظ سے ترقی ہو جاتی ہے۔ جیسے کہ اس راستہ کے سالکوں پر مخفی نہیں ہے اور ان سات قدموں میں سے ہر ایک قدم

پر اپنے آپ سے دور ہو جاتا ہے اور حق تعالیٰ کے نزدیک ہوتا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ان قدموں کے تمام ہونے تک قرب بھی پورا ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد فناء بقاء سے مشرف ہوتے ہیں اور ولایت خاصہ کے درجہ تک پہنچ جاتے ہیں۔
(مکتوبات مجدد الف ثانیؒ دفتر اول مکتوب ۵۷)

منصب قیوم (یعنی منصب وزارت قیومیت)

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ لکھتے ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَ مِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَیْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ذٰلِکَ هُوَ الْفَوْزُ الْکَبِیْرُ (سورۃ فاطر آیت ۳۲)

ترجمہ: پھر یہ کتاب ہم نے ان لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچائی جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے پسند فرمایا۔ پھر بعضے تو ان میں اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعضے ان میں متوسط درجہ کے ہیں اور بعضے ان میں سے وہ ہیں جو خدائی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کئے جاتے ہیں۔ یہ بڑا فضل ہے۔

(۲) اور فرماتے ہیں: اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا (سورۃ احزاب آیت ۷۲)

ترجمہ: ہم نے یہ امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

تھی۔سوانہوں نے اس کی ذمہ داری سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے۔

اور انسان نے اس کو اپنے ذمہ لے لیا اور وہ ظالم ہے اور جاہل ہے۔

ان دونوں آیتوں کی مراد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے لیکن ہم تاویل بیان کرتے ہیں، جو ہم پر ظاہر ہوگئی ہے۔رَبَّنَا لَا تُوَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا

محسوس ہوتا ہے کہ بالفرض اگر اس بارِ امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے حوالے بھی کرتے تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے اور ان کا کچھ اثر باقی نہ رہتا۔ وہ امانت اس فقیر کے خیال میں نیابت کے طور پر تمام اشیاء کی قیومیت ہے۔ جو انسان کامل کے ساتھ مخصوص ہے۔یعنی انسان کامل کا معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کو خلافت کے حکم سے تمام اشیاء کا قیوم بنا دیتے ہیں۔اور تمام مخلوق کو تمام ظاہری باطنی کمالات کا افاضہ اور بقا اسی کے ذریعے پہنچاتے ہیں۔

اگر فرشتہ ہے تو وہ بھی اسی کے ساتھ متوسل ہے۔اگر جن وانس ہے تو وہ بھی اسی کے ساتھ وسیلہ پکڑتا ہے۔غرض حقیقت میں تمام اشیاء کی توجہ اسی طرف ہوتی ہے۔اور سب اسی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔خواہ وہ اس امر کو جانیں یا نہ جانیں۔

"اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا" یعنی اپنی جان پر یہاں تک ظلم کرتا ہے کہ اپنے وجود اور توابع وجود کا نام ونشان اور اثر وحکم باقی نہیں چھوڑتا۔ واقعی جب تک اس طرح کا حکم نہ کرے، بارِ امانت کے لائق نہیں ہوسکتا۔

"جَهُوْلًا" یعنی اس قدر جاہل ہے کہ اس کو اپنے مطلوب کا علم وادراک نہیں بلکہ ادراک سے عاجز ہونا اور علم سے جاہل ہونا اس کا مقصود ہے۔ یہ عجز و

جہل اس مقام میں کمالِ معرفت ہے۔ کیوں کہ سب سے زیادہ جاہل اس مقام میں سب سے زیادہ عارف ہوتا ہے۔ اور جو سب سے زیادہ عارف ہوگا، وہی بارِ امانت کے لائق ہوگا۔

یہ دونوں صفیں گویا بارِ امانت کے اُٹھا لینے کا باعث ہیں۔ یہ عارف جو اشیاء کی قیومیت کے مرتبہ سے مشرف ہوا ہے، وزیر کا حکم رکھتا ہے۔ جس کی طرف تمام مخلوقات کے ضروری کام اور معاملات راجع ہیں۔ انعام اگرچہ بادشاہ کی طرف سے ہیں، مگر وزیر کے ذریعے پہنچتے ہیں۔

(مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ ج ۲ مکتوب ۴۷)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

منصب صدیق......مقام صدیقیت

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''صدیق کے معنیٰ بڑا سچا اور شریعت میں ایک خاص مرتبہ ہے، جس کی سرحد نبوت کی سرحد سے ملی ہوئی ہے۔''

(ازالۃ الخلفاء ص ۱۲ از شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ)

(۲) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم کے خواب کا تذکرہ اپنی کتاب انفاس العارفین میں یوں کیا ہے: ''پس آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے میری روح کو اپنی روح میں لے لیا اور مقام صدیقیت جو ولایت کی انتہاء ہے، سے گذار دیا۔''

(انفاس العارفین ص ۴۷ از شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ)

مقام ولایت......مقام شہادت......مقام صدیقیت

حضرت مجدد الف ثانیؒ لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے محض اپنی بے حد عنایت سے کمالات کے درجوں میں ترقیات بخشی ہیں۔ "مقام ولایت سے اوپر مقام شہادت ہے اور ولایت کو شہادت سے وہی نسبت ہے جو تجلی صوری کی تجلی ذاتی سے۔ بلکہ ولایت و شہادت کا درمیانی بُعد ان دونوں تجلیوں کے درمیانی بُعد سے کئی درجے زیادہ ہے۔ اور مقام شہادت سے اوپر مقام صدیقیت ہے۔ اگر وہ فرق جو ان دونوں مقاموں کے درمیان ہے، وہ نہ تو کسی عبارت سے تعبیر کیا جا سکتا ہے اور نہ کسی اشارہ سے بیان کیا جا سکتا ہے۔ اور اس مقام سے اوپر سوائے مقام نبوت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ و التسلیمات کے اور کوئی مقام نہیں ہے۔ ممکن نہیں کہ مقام صدیقیت اور نبوت کے درمیان کوئی مقام ہوا ہو بلکہ محال ہے۔

(مکتوبات مجدد الف ثانی دفتر اوّل مکتوب ۱۸ ص ۴۲)

راہِ سلوک میں ترقی مراتب......ذکر، تلاوت، قرآن اور نماز

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی! اس راہ کے مبتدی طالب کے لئے ذکر کرنا ضروری ہے۔ کیوں کہ اس کی ترقی ذکر کے تکرار پر وابستہ ہے بشرطیکہ شیخ کامل مکمل سے اخذ کیا ہو۔ اور اگر اس شرط کے ساتھ نہ ہو تو وہ ابرار کے اوراد کی قسم

سے ہے، جس کا نتیجہ صرف ثواب ہے۔ اس سے قرب کا وہ درجہ جو مقربین کو حاصل ہوتا ہے، حاصل نہیں ہوتا۔ اور یہ جو کہا کہ ابرار کے اوراد کی قسم سے ہے، اس لئے ہے کہ ہوسکتا ہے کہ حق تعالیٰ کا فضل شیخ کے وسیلہ کے بغیر کسی طالب کی تربیت کرے اور ذکر کا تکرار اس کو مقربوں میں سے بنا دے۔ بلکہ جائز ہے کہ ذکر کے تکرار کے بغیر اس کو قرب کے مراتب سے مشرف کر دے۔ اور اپنے اولیاء میں سے بنا لے۔ اور یہ شرط اکثر کے اعتبار سے ہے اور حکمت و عادت کے موافق ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ معاملہ جو ذکر سے وابستہ ہے، پورا ہو جاتا ہے اور نفسانی خواہشات کے معبودوں کی گرفتاری سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔ اور نفس امارہ مطمئنہ ہو جاتا ہے تو اس وقت ترقی ذکر کرنے سے حاصل نہیں ہوتی۔ اس مقام پر ذکر، ابرار کے اوراد کا حکم پیدا کر دیتا ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

قرب کے مراتب

اس مقام پر قرب کے مراتب قرآن مجید کی تلاوت اور نماز کو طولِ قرأت کے ساتھ ادا کرنے پر وابستہ ہیں۔ اور اوّل اوّل جو ذکر کرنے سے میسر ہوتا تھا، اس وقت قرآن مجید کی تلاوت اور خاص کر نماز کی قرأت میں حاصل ہو جاتا ہے۔ غرض اس وقت ذکر تلاوت کا حکم پیدا کر لیتا ہے۔

جو اوّل اوّل ابرار کے اوراد کی قسم سے تھا اور تلاوت ذکر کا حکم پیدا کر لیتی ہے جو ابتداء و وسط میں قربات (یعنی اسباب قرب) میں سے تھی۔ عجیب معاملہ ہے۔ اس وقت اگر ذکر کو قرأت قرآن کے طور پر تکرار کیا جاتا ہے جو آیات

قرآنی کے پاک کلمات میں سے ہے اور ''اَعُــوْذُ'' سے شروع کیا جاتا ہے، تو وہی فائدہ دیتا ہے جو قرآن کی تلاوت سے حاصل ہوتا ہے۔ اور اگر قرأت کے طور پر تکرار نہ کیا جائے تو ابرار کے عمل کی طرح ہے۔

ہر عمل کے لئے مقام وموسم ہے

ہر عمل کے لئے مقام و موسم ہے کہ اگر وہ عمل اس موسم میں بجا لائیں تو حسن و ملاحت پیدا کرتا ہے۔ اور اگر موسم میں ادا نہ کیا جائے تو اکثر اوقات وہ عمل سراسر خطاء ہوتا ہے، اگرچہ حسنہ اور نیک ہو۔ جیسے تشہد کے وقت فاتحہ، اگرچہ ''ام الکتاب'' ہے، کا پڑھنا سراسر خطاء ہے۔ پس اس راہ میں پیر اور اس کی تعلیم ضروری ہے۔ وَ بِدُوْنِہٖ خَرْطُ الْقَتَادِ (ورنہ بے فائدہ تکلیف ہے)۔ وَ السَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔ (مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ ج ۳ مکتوب ۲۵)

لطائف ستہ

لطائف ستہ حسب ذیل ہیں (بجز نفس کے، کہ وہ عالم خلق سے ہے، باقی سب عالم امر سے ہیں):

	لطائف کا نام	غذا یا فعل	مقام	رنگ
۱	قلب	ذکر	بائیں زیر پستان	سرخ
۲	روح	حضور	دائیں زیر پستان	سفید

۳	سرّ	مکاشفہ ملکوت	مابین قلب وروح	سبز
۴	خفی	مشاہدہ فناء	مابین سینہ	نیلا
۵	اخفی	معائنہ فناہ الفناء	ام الدفاغ	سیاہ
٦	نفس	غفلت	زیرناف	زرد

لطائف ستہ کشف سے دریافت ہوئے ہیں اور ان کے تو حدد و تعدد میں اختلاف ہوا ہے لیکن ان کے افعال خاصہ سے ظاہراً اُن کے تعدد پر استدلال ممکن ہے۔ نفس بقیہ لطائف کے مضاد ہے اور باقی لطائف آپس میں متناسب ہیں۔ اور ہر تحتانی رتبہ فوقانی کے لئے حد ہے اور فوقانی تحتانی پر مشتمل ہے۔ اسی لئے فوقانی ذاکر و جاری ہونے سے تحتانی بھی ذاکر و جاری ہو جاتا ہے۔ بعض نے (تعیین مقامات میں) کچھ اختلاف بھی کیا ہے اور وجہ اختلاف کشف ہے۔ کیوں کہ جملہ لطائف مثل مرایا متعاکسہ (آئینے جن میں عکس نظر آتا ہے) کے ہیں۔ جس شخص کو جہاں کسی لطیفہ کا نور نظر آیا، اُس نے وہیں اس کا مقام سمجھ لیا اور کسی کو مقام اصلی مکشوف ہوا۔ لطائف کی تحقیق مبسوط کا اگر شوق ہو تو ''رسالہ القطائف من اللطائف'' کا مطالعہ کیا جائے۔

(شریعت وطریقت از مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ ص ۳٦٦ بحوالہ مبادی التصرف ص ۱۱)

لطائف ستہ

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی قدس سرہٗ فرماتے ہیں: ہر ایک شیخ کے

آئینے کے دو رُخ ہوتے ہیں لیکن میرے آئینے کے چھ رُخ ہیں۔ واضح رہے کہ آئینہ سے مراد عارف کا دِل ہے جو روح اور نفس کے مابین برزخ (وسیلہ) ہے۔ آئینے کے دو رُخوں سے مراد ایک رُخ روح کا اور دوسرا نفس کا لیا ہے۔

جس وقت مشائخ مقام قلب پر پہنچتے ہیں تو ان دونوں رُخوں سے وہ علوم و معارف جو قلب کے مناسب ہوتے ہیں، منکشف ہونے لگتے ہیں۔ برخلاف اس کے حضرت خواجہ نقشبندی قدس اللہ سرہ العزیز کے طریقہ میں بدایت ہی میں نہایت مندرج ہے۔ اس طریقہ میں آئینہ کے چھ رُخ ہو جاتے ہیں۔ اس کی مفصل حقیقت یہ ہے کہ اس طریقہ عالیہ کے بزرگوں پر منکشف ہوا ہے کہ جو کچھ تمام افراد انسانی میں ثابت ہے وہ چھ لطیفوں سے اکیلے دِل میں متحقق ہے۔ ان چھ لطیفوں سے مراد ① نفس، ② قلب، ③ روح، ④ سرّ، ⑤ خفی، ⑥ اخفی لیے ہیں۔ باقی تمام مشائخ کی سیر قلب کے ظاہر تک محدود ہے لیکن نقشبندیہ بزرگوں کی سیر قلب کے باطن تک بلکہ اس سیر کے ذریعے اس کے اندرونی سے اندرونی نقطے تک ہے۔ اور انہیں ان چھ لطیفوں کے علوم و معارف مقام قلب میں منکشف ہوتے ہیں۔ جو مقام قلب کے مناسب ہیں۔

(مکتوبات مجدد الف ثانیؒ ج ۳ مکتوب ۱۲۴ ص ۶۷۶)

منصب عبد......مرتبہ مقام عبدیت

انسانی پیدائش سے مقصود وظائف بندگی کا ادا کرنا ہے۔ اور اگر ابتداء و

وسط میں کسی کو عشق و محبت دیا جائے تو اس سے مقصود ماسِوَی اللہ سے اس کا قطع تعلق کرنا ہے۔ کیوں کہ عشق و محبت بھی ذاتی مقصود نہیں ہیں۔ بلکہ مقام عبودیت کے حاصل ہونے کا ذریعہ ہیں۔

انسان اللہ تعالیٰ کا بندہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ ماسِوَی اللہ کی گرفتاری اور بندگی سے پورے طور پر خلاصی پا جائے اور عشق و محبت صرف انتقاع کا وسیلہ ہیں۔ اسی واسطے مراتب ولایت میں سے نہایت کا مرتبہ مقام عبدیت ہے اور ولایت کے درجوں میں مقام عبدیت سے اوپر کوئی مقام نہیں۔

(مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ ج ۱ مکتوب ۳۰)

خادم اہلسنّت عبدالوحید الحنفی

عالم کبیر اور عالم صغیر سے مراد

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں: اس موقع پر بعض معارف عالیہ کا معلوم کرنا ضروری ہے۔ تاکہ ان کے ذریعے واضح ہو جائے کہ نہایت النہایۃ اور غایت الغایۃ سے کیا مراد ہے۔ میں ان معارف کو بتوفیق الٰہی بیان کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ جو کچھ عالم کبیر میں مفصل طور پر ظاہر کیا گیا ہے۔ وہ عالم صغیر میں مجمل طور پر ظاہر ہوتا ہے۔

عالم صغیر سے میری مراد انسان ہے۔ پس جب عالم صغیر کو صیقل کر کے منور کر لیا جاتا ہے تو اس میں آئینہ کی طرح عالم کبیر کی تمام چیزیں مفصل دکھائی دینے لگتی ہیں۔ کیوں کہ صیقل اور منور کرنے سے اس کا احاطہ وسیع ہو جاتا ہے۔

اس وقت صغیر کا لفظ اس پر عائد نہیں ہوتا اور یہی حالت اس دل کی ہے، جس کو عالم صغیر سے وہی نسبت ہے جو عالم صغیر کو عالم کبیر سے ہے۔

جب دل کو صیقل کیا جاتا ہے اور اس سے تاریکی دور ہو جاتی ہے تو اس میں بطریق آئینہ عالم صغیر کی تمام چیزیں مفصل دکھائی دینے لگتی ہیں اور یہی نسبت قلب القلب اور قلب میں ہوتی ہے جو قلب اور عالم صغیر میں ہوتی ہے۔

جب قلب کا تصفیہ کر لیا جاتا ہے تو اس میں تمام چیزیں مفصل طور پر دکھائی دینے لگتی ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس دل تیسرے اور چوتھے اور پانچویں مرتبے میں بہ سبب صقالت ونورانیت سابقہ مراتب کی تمام چیزوں کو مفصلاً دکھلانے لگتا ہے۔

اسی طرح جو دل پانچویں مرتبہ میں بسیط محض اور نا قابل اعتبار ہوتا ہے جب اسے پورے طور پر صیقل کیا جاتا ہے تو اس میں عالم کبیر، صغیر اور بعد کے باقی تمام عوالم کی چیزیں مفصلاً دکھائی دینے لگتی ہیں۔

سو وہ تنگ لیکن سب سے فراغ اور بسیط سے بسیط نہایت چھوٹا لیکن سب سے بڑا ہے۔ اس وصف کی کوئی اور چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں کی۔ اس لطیفہ بدیعہ سے بڑھ کر کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے مناسبت نہیں رکھتی۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا ہے:

لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَ لَا سَمَائِیْ وَ لٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ (مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ ج ۳ مکتوب ۱۲۴ ص ۶۷۷)

ترجمہ: میرے آسمان اور میری زمین میں میری گنجائش نہیں۔ میں صرف اپنے مومن بندے کے دل میں سما سکتا ہوں۔[1]

عالم کبیر اگرچہ بلحاظ ظہور نہایت وسیع ہے اور اس کی کثرت و تفصیل کی وجہ سے اسے اس چیز کے ساتھ جس میں کثرت و تفصیل بالکل نہ ہو، کوئی مناسبت نہیں۔ وہ تنگ لیکن بہت وسیع ہے۔ اور بسیط الابسط ہے۔ بہت ہی تھوڑا ہے لیکن ساتھ ہی بہت ہی کثیر بھی ہے۔

جب وہ عارف جو بلحاظ معرفت مکمل اور از روئے شہود اکمل ہو اس مقام پر پہنچتا ہے جو عزیز الوجود اور شریف رتبہ ہے تو وہ عارف تمام جہان اور اس کے ظہورات کے لئے بمنزلہ قلب (دل) ہو جاتا ہے۔ تب اسے ولایت محمدیہ حاصل ہوتی ہے۔ اور دعوتِ مصطفویہ سے مشرف ہوتا ہے۔ قطب، اوتاد اور ابدال سبھی اُس کی ولایت کے دائرہ کی تحت میں داخل ہوتے ہیں اور ہر قسم کے

---

[1]...... **اس حدیث قدسی سے مراد:** ① مراد اس گنجائش سے مرتبۂ وجوب کی صورت ہے نہ کہ حقیقت۔ کیوں کہ حلول وہاں محال ہے۔ (مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ ج ۱ مکتوب ۹۵ ص ۲۹۵) ② اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کامل ظہور مومن کے قلب کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس کے سوا کسی اور کو یہ دولت حاصل نہیں۔ ہاں زمین و آسمان اس وسعت کی قابلیت نہیں رکھتے۔ یہ وسعت مومن آدمی کے دل کو حاصل ہے جو اس دولت کے لئے مستعد ہے۔ پس وسعت قلبی کا حصہ زمین و آسمان کے اعتبار سے ہے نہ کہ ان تمام مصنوعات کے اعتبار سے جو عرش کو بھی شامل ہیں کہ حدیث قدسی کے مفہوم کے برخلاف متصور ہو۔ (مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ ج ۲ مکتوب ۷۶ ص ۲۵۹)

اولیاء اللہ مثلاً افراد و آحاد سبھی اس کے انوارِ ہدایت کے تحت مندرج ہیں۔ کیوں کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کا نائب مناب اور حبیب الٰہی کی ہدایت سے ہدایت یافتہ ہوتا ہے۔ یہ عزیز الوجود اور شریف نسب مرادوں میں سے کسی ایک سے مخصوص ہوتی ہے۔ مریدین کو یہ کمال نصیب نہیں ہوتا۔ یہ بڑی نہایت اور آخری غایت ہے۔ اس کے اوپر کوئی کمال نہیں۔ اور اس سے عمدہ کوئی بخشش نہیں۔ خواہ اس قسم کا عارف ہزار سال بعد پایا جائے تو بھی غنیمت ہے۔ اس کی برکت مدید اور عرصہ بعید تک جاری رہتی ہے۔ ایسے عارف کا کلام بمنزلہ دوا اور اس کی نظر بمنزلہ شفا ہوتی ہے۔ اس آخری امت میں سے ان شاء اللہ حضرت مہدی موعود اس نسبت شریفہ پر پائے جائیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔ یہ دولت عظمیٰ سلوک و جذبہ کے دونوں رستے بالترتیب و بالتفصیل طے کرنے سے وابستہ ہے۔ نیز فنائے اتم اور بقائے اکمل کو ایک ایک درجہ کر کے حاصل کرنے پر منحصر ہے۔ سو یہ باتیں جناب رسول سرور کائنات ﷺ کی فرمانبرداری کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتیں۔...... الخ (مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ ج۳ مکتوب ۱۲۴ ص ۶۷۶)

ہمزاد شیطان

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ فرماتے ہیں: حدیث میں آیا ہے کہ کوئی بنی آدم نہیں جس کا ساتھی ایک جن نہ ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ! آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کا ساتھی بھی جن ہے؟ فرمایا: ہاں! لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر طاقت دی ہے کہ میں اس کی شر سے سالم بچا ہوا ہوں۔

یہ معنیٰ اس صورت میں ہے کہ لفظ "فَاَسْلِمُ" جو حدیث میں واقع ہے، اس کو صیغہ متکلم سے روایت کیا جائے۔ اور اگر صیغہ ماضی سے روایت کیا جائے تو اس کے معنیٰ اس طرح ہوں گے:

"میرا ساتھی مسلمان ہو گیا ہے۔"

یہ اخیر کے معنیٰ مشہور ہیں اور اس کے مسلمان ہونے یا مرنے سے مراد اس کی تابعداری نہ کرنا اور اس کو ذلیل وخوار رکھنا ہے۔

(مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ ج۳ مکتوب ۳۳)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

شیطان سراسر فتنہ ہے

حضرت مجدد الف ثانیؒ سے سوال کیا گیا:

سوال: آدمی باوجود عقل وفراست کے اس شیطان کا مغلوب کیوں ہو جاتا ہے؟ اور اس کی بُری رہنمائی کی طرف کیوں جلدی کرتا ہے؟

حضرت مجدد الف ثانیؒ اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

جواب: شیطان سراسر فتنہ و بلا ہے۔ حق تعالیٰ نے بندوں کے امتحان اور آزمائش کے لئے مسلط کیا ہے۔ اور اس کو ان کی نظر سے چھپا دیا ہے۔ اور اُس کے احوال پر ان کو اطلاع نہیں دی۔ اور اُس کو ان کے احوال سے واقف

کر دیا اور ان کے رگ و ریشہ میں خون کی طرح جاری کیا ہے۔ وہ بڑا ہی سعادت مند ہے جو اللہ تعالیٰ کی حفاظت سے ایسی بلا کے مکر و فریب سے محفوظ رہے۔ باوجود اس تسلط کے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کے مکر اور کید کو ضعیف فرمایا ہے۔

اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا (سورۃ النسآء آیت ۷۶)

ترجمہ: واقع میں شیطانی تدبیر لچر ہوتی ہے۔

اور سعادت مندوں کو دلیر کر دیا ہے۔ ہاں! اللہ تعالیٰ کی مدد سے شیطان باوجود اس تسلط کے لومڑی کا حکم رکھتا ہے۔ اور اُس کے فضل کی امداد کے بغیر پھاڑنے والا شیر ہے۔

جواب ۲: دوسرا جواب یہ ہے کہ شیطان انسان کی خواہشات کی راہ سے آتا ہے اور اس کو مشتبہات کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور نفس امارہ کی مدد سے جو گھر کا دشمن ہے، آدمی پر غلبہ پاتا ہے۔ اور اس کو اپنا فرماں بردار بنا لیتا ہے۔ شیطان کا مکر فی حد ذاتہٖ ضعیف ہے۔ لیکن خانگی دشمن کی مدد سے اپنا کام کر جاتا ہے۔ درحقیقت ہماری بلا ہمارا نفس امارہ ہی ہے جو ہمارا جانی دشمن ہے۔ اس کمینہ کے سوا کوئی بھی اپنے آپ کا دشمن نہیں۔ باہر کا دشمن اسی کی مدد سے اپنا کام کرتا ہے۔

پس اوّل اپنے نفس کا سر کاٹنا چاہیے۔ اور اس کی تابعداری کو چھوڑنا چاہیے۔ اور اس کو ذلیل و خوار کرنا چاہیے۔ اسی جہاد کے ضمن میں

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

(شیطان) بھائی کا سر بھی کٹ جائے گا۔ اور وہ بھی ذلیل وخوار ہو جائے گا۔ راستہ پر چلنے والے انسان کا حجاب اس کا اپنا ہی نفس ہے۔ اور بھائی (شیطان) مبحث سے خارج ہے، جو دور سے شرارتوں کی طرف دعوت کرتا ہے۔ اور سیدھے راستے سے ٹیڑھے راستہ کی طرف بلاتا ہے۔ جب نفس تابع ہو جائے تو پھر بیرونی دشمن اللہ تعالیٰ کی مدد سے بآسانی دفع ہو جاتا ہے۔

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَان (سورہ بنی اسرائیل آیت ۶۵)

ترجمہ: میرے بندوں پر تیرا غلبہ نہیں۔

ان بندوں کے لئے بشارت ہے جو نفس کی غلامی سے آزاد ہو کر معبود حقیقی کی عبادت میں مشغول ہیں۔ (مکتوبات مجدد الف ثانیؒ ج ۳ مکتوب ۳۳)

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَالصَّلٰوۃ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ دَائِمًا وَ سَرْمَدًا

خادم اہل سنت عبدالوحید الحنفی

اوڈھروال تحصیل وضلع چکوال

۳۰ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ ۱۷ مارچ ۲۰۱۰ء

☆☆☆☆

سکیننگ کمپوزنگ ڈیزائننگ پروف ریڈنگ کلر پرنٹنگ بائنڈنگ

اسلامی لٹریچر اور کتب کی بہترین کمپوزنگ اور پرنٹنگ کے لئے، نیز ہر قسم کے اشتہارات اور ایڈورٹائزنگ کے لئے رجوع کریں

النور مینجمنٹ ڈب مارکیٹ پنوال روڈ چکوال 0334-8706701، zedemm@yahoo.com

یا اللہ جل جلالہ — یا محمد ﷺ

حق چار یار

صلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

دینیات

سلوک و طریقت کی حقیقت

(حصہ سوم)

سوءِ خاتمہ اور حسنِ خاتمہ

مرتبہ

حافظ عبد الوحید الحنفی

چکوال

اشاعتی سلسلہ نمبر 20

شائع کردہ: کشمیر بک ڈپو سبزی منڈی، تلہ گنگ روڈ چکوال

النور مینجمنٹ چکوال 0334-8706701 0543-421803

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید حنفی

www.khudamahlesunat.com

......فہرست عنوانات......

سوءِ خاتمہ کا خوف ...... حسن خاتمہ توحید پر ہو 3
دِل کے خطرات وتغیر 3
ہنڈیا کے اُبال سے بھی زیادہ خطرہ 4
جب آدمی کا دِل درست ہوتا ہے 5
شیطانی وساوس دور کرنے کا عمل 6
عقیدۂ توحید پر موت کی تمنا کرنی چاہیے 6
کفر سے ڈرنا اور اللہ کی رضا طلب کرنا 7
قلب چار قسم کے ہیں 7
عرش پر انسانی اعمال کا عکس 8
ابن آدم کے قلوب 9
ہر آدمی کا دِل 10
وساوس اور خواطر 10
تین سو پیغمبروں کا ارشاد 11
آدمی کا دِل 11
اللہ تعالیٰ کے کسی ولی کو ایذا مت دو 11
شہادت کی موت کیوں عمدہ ہے؟ 13
فرائض کی ادائیگی سے اللہ کا تقرب حاصل ہوتا ہے 14
فرائض ونوافل کی ادائیگی سے اللہ کا محبوب بنتا ہے 15
شہادتین کی فضیلت 15

☆☆☆☆

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ترتیب: حافظ عبدالوحید الحنفی (ساکن اوڈھروال تحصیل وضلع چکوال) 0313-5128490
26 جمادی الاولیٰ 1429ھ مطابق یکم جون 2008ء...... قیمت 10 روپے
ٹائٹل وکمپوزنگ: ظفر ملک...... النور مینجمنٹ، ڈب مارکیٹ، پنوال روڈ چکوال
ڈیزائننگ ❀ کمپوزنگ ❀ سکیننگ ❀ پرنٹنگ ❀ بُک بائنڈنگ
zedemm@yahoo.com 0543-421803/0334-8706701

سلوک وطریقت کی حقیقت (حصہ سوم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَ الْجَمَاعَۃِ بِفَضْلِہِ الْعَظِیْم۔

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی خُلُقِہٖ عَظِیْم۔

وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَخُلَفَائِہِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم

سوءِ خاتمہ کا خوف...... حسن خاتمہ توحید پر ہو

جب دم واپسیں ہو یا اللہ

لب پہ ہو لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـہ

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ...... اَمَّا بَعْد!

انسان کی زندگی کا اختتام اور اس کا علم مشیت الٰہی کے تحت پوشیدہ رکھا گیا ہے۔اس لئے بڑے بڑے مقربین بھی خوفِ خاتمہ سے ہر وقت لرزاں رہتے ہیں۔

(۱)......حضرت امام غزالیؒ، حضرت سہل تستریؒ سے نقل کرتے ہیں کہ:

”صدیقوں کو ہر قدم اور ہر سانس پر سوء خاتمہ کا خطرہ رہتا ہے“۔

(احیاء العلوم جلد۴ص۲۳۹، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

دِل کے خطرات وتغیر

اَلْقَلْبُ مَلِکٌ وَ لَہٗ جُنُوْدٌ فَاِذَا صَلَحَ الْمَلِکُ صَلَحَتْ جُنُوْدُہٗ

وَ اِذَا فَسَدَ الْمَلِکُ فَسَدَتْ جُنُوْدُہٗ وَ الْاُذُنَانِ قَمْعٌ اَلْعَیْنَانِ سَلَحَۃٌ وَ اللِّسَانُ تَرْجُمَانٌ وَ الْیَدَانِ جَنَاحَانِ وَالرِّجْلَانِ بَرِیْدٌ وَ الْکَبِدُ رَحْمَۃٌ وَ الطِّحَالُ ضِحْکٌ وَ الْکَلِیَّتَانِ مَکْرٌ وَ الرِّئَۃُ نَفُسٌ (شعب الایمان بیہقی، کنزل العمال ج۱ حدیث۱۲۰۱)

ترجمہ: دِل بادشاہ ہے، دیگر جمیع اعضاء اس کے لشکری ہیں۔ پس جب بادشاہ (دِل) درست ہوتا ہے تو اس کے لشکری درست رہتے ہیں۔ جب بادشاہ بگڑ جاتا ہے تو لشکری بھی بگڑ جاتے ہیں۔ دونوں کان بھرنے والے برتن ہیں۔ آنکھ اسلحہ ہے۔ زبان ترجمان ہے۔ دونوں ہاتھ دو پر ہیں۔ دونوں ٹانگیں دو قاصد ہیں۔ جگر رحمت ہے۔ ضحک دقیقہ ہے۔ دونوں گردے مکر و خدع ہیں۔ پھیپھڑا نفس ہے۔
(شعب الایمان بروایت انس، کنزالایمان ج۱ حدیث ۱۲۰۵ اردو ترجمہ)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۲)......حدیث شریف میں وارد ہے:

مَا مِنْ قَلْبٍ اِلَّا وَ ھُوَ مَعَلَّقٌ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ

ہر آدمی کا دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں میں ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، ابن ماجہ، المستدرک للحاکم بروایت النواس، کنزالعمال ج۱ حدیث ۱۲۱۱، احیاء العلوم جلد۴ ص ۲۳۸، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

ہنڈیا کے اُبال سے بھی زیادہ خطرہ

(۳) دوسری حدیث میں کہ:

لَقَلْبُ اِبْنِ آدَمَ اَشَدُّ تَقَلُّبًا مِّنَ الْقَدْرِ اِذَا اسْتَجْمَعَتْ غُلْیَانًا

”دل بدلنے میں ہنڈیا کے ابال سے بھی زیادہ خطرہ ہے“۔

(مسند احمد، مستدرک للحاکم بروایت مقداد بن اسود، کنز العمال ج ۱ حدیث ۱۲۱۲، احیاء العلوم جلد ۴ مترجم ص ۲۳۸)

(۴)......امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: بعض عارفین کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص میرے ساتھ پچاس برس تک موحد رہے اور فقط ایک ستون کی آڑ میں ہو کر مر جائے تو میں اس کی توحید کو یقیناً نہیں کہہ سکتا ہوں۔ اس واسطے کہ مجھے کیا معلوم کہ اتنے عرصے میں کہ ستون کی آڑ میں گیا، اس کے دل میں کیا کیا تغیر ہوا۔ (احیاء العلوم جلد ۴ باب سوم)

(۵)......اور بعض عارفین کہتے ہیں کہ:

اگر گھر کے دروازے پر مرنے سے شہادت ملتی ہو اور کوٹھڑی کے دروازے پر مرنے سے مسلمانی پر خاتمہ ہوتا ہو تو مجھ کو یہی منظور ہو کہ اِسلام پر مروں اور حجرے سے باہر نہ نکلوں۔ اس واسطے کہ حجرے کے دروازے سے گھر کے دروازے تک جانے میں مجھے کیا معلوم کہ میرے دل پر تبدیلی ہو جائے۔

(احیاء العلوم ج ۴ باب سوم)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

جب آدمی کا دِل درست ہوتا ہے

اِذَا طَابَ قَلْبُ الْمَرْءِ طَابَ جَسَدُهٗ وَ اِذَا خَبُثَ الْقَلْبُ خَبُثَ الْجَسَدُ

(ابن السنی، ابونعیم فی الطب بروایت ابوہریرہ، کنز العمال ج ۱ حدیث ۱۲۱۸)

ترجمہ: جب آدمی کا دِل درست ہوتا ہے تو اس کا سارا جسم درست ہوتا ہے۔

جب دِل خبیث ہو جائے تو پورا جسم خباثت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

شیطانی وساوس دور کرنے کا عمل

مَنْ وَّجَدَ مِنْ هٰذَا الْوَسْوَاسِ فَلْيَقُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثَلَاثًا فَاِنَّ ذٰلِکَ يُذْهِبُ عَنْهُ (ابن السنی عن عائشہ، کنز العمال ج۱ حدیث ۱۲۴۱)

ترجمہ: جو شخص وساوس محسوس کرے، اس کو چاہیے کہ تین بار کہے: اٰمنت باللّٰہ وَ رَسُوْلِهٖ۔ کیوں کہ یہ کلمہ وساوس کو دفع کر دے گا۔

(۶)......حضرت ابودرداؓ قسم سے یہ بات فرماتے ہیں کہ جو شخص موت کے وقت اپنے ایمان کے چھن جانے سے بے خوف ہو جاتا ہے، اس کا ایمان ضرور ہی چھن جاتا ہے۔ (احیاء العلوم جلد۴ باب سوم "خوف و رجا" ص ۲۳۹)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

عقیدۂ توحید پر موت کی تمنا کرنی چاہیے

(۷)...... جب حضرت سفیان ثوریؒ کا وقت مرگ قریب پہنچا تو رونے لگے۔ اور نہایت خائف تھے۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ کو رجا کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا عفو تمہارے گناہوں سے بڑا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ میں گناہوں کے واسطے نہیں روتا۔ اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ خاتمہ توحید پر ہوگا تو مجھے پرواہ نہیں گو میرے ساتھ پہاڑوں کے برابر گناہ جائیں۔ (احیاء العلوم ایضاً)

کفر سے ڈرنا اور اللہ کی رضا طلب کرنا

(۸)......حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: اے گروہ حواریاں! تم گناہوں سے ڈرتے ہو اور ہم پیغمبروں کی جماعت کفر سے ڈرتے ہیں۔ (احیاء العلوم جلد۴ص ۲۳۶)

(۹)...... انبیاء کے تذکرہ میں کہیں مذکور ہے کہ ایک پیغمبر نے اللہ تعالیٰ سے برسوں تک شکایت بھوک اور برہنگی اور جوؤں کی کی۔ اور ان کا لباس اون کا تھا۔ ان پر وحی ہوئی کہ ہم نے تجھ کو کفر سے بچائے رکھا، اس بات سے راضی نہیں ہو کہ دنیا مانگتے ہو؟ انہوں نے خاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کیا کہ الٰہی میں راضی ہوں۔ مجھ کو کفر سے محفوظ رکھ۔ (احیاء العلوم جلد۴ص ۲۳۹)

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

قلب چار قسم کے ہیں

اَلْقُلُوْبُ اَرْبَعَةٌ قَلْبٌ اَجْرَدُ فِيْهِ مِثْلُ السِّرَاجِ يَزْهَرُ وَ قَلْبٌ اَغْلَفُ مَرْبُوْطٌ عَلٰى غِلَافِهٖ وَ قَلْبٌ مَنْكُوْسٌ وَ قَلْبٌ مُصَفَّحٌ فَاَمَّا الْقَلْبُ الْاَجْرَدُ فَقَلْبُ الْمُؤْمِنِ سِرَاجُهٗ فِيْهِ نُوْرُهٗ وَ اَمَّا الْقَلْبُ الْاَغْلَفُ فَقَلْبُ الْكَافِرِ وَ اَمَّا الْقَلْبُ الْمَنْكُوْسُ فَقَلْبُ الْمُنَافِقِ عَرَفَ ثُمَّ اَنْكَرَ وَ اَمَّا الْقَلْبُ الْمُصَفَّحُ فَقَلْبٌ فِيْهِ اِيْمَانٌ وَ نِفَاقٌ وَ مَثَلُ الْاِيْمَانِ فِيْهِ كَمَثَلِ الْبَقْلَةِ يَمُدُّهَا الْمَاءُ الطَّيِّبُ وَ مَثَلُ النِّفَاقِ كَمَثَلِ الْقَرْحَةِ يَمُدُّهَا الْقَيْحُ وَ الدَّمُ فَاَىُّ الْمُدَّتَيْنِ غَلَبَ عَلَى الْاُخْرٰى غَلَبَتْ عَلَيْهِ (مسند احمد الاوسط للطبرانی بروایت ابن سعید کنز العمال ج۱ حدیث ۱۲۲۲)

ترجمہ: (۱) ایک قلب تو وہ قلب ہے جو صاف ستھرا جیسے چراغ روشن ہو۔ وہ مومن کا قلب ہے اور اس میں نور کا چراغ روشن ہے۔ (۲) دوسرا وہ قلب ہے جو پردہ میں مستور اور بند ہو، کافر کا قلب ہے۔ اس پر کفر کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ (۳) اور تیسرا وہ قلب جو اوندھا ہو، منافق کا دِل ہے کہ وہ اوّلاً ایمان سے آراستہ ہوا لیکن پھر کفر وانکار کی ظلمت میں اوندھا ہو گیا۔ (۴) اور چوتھا وہ قلب جو خلط ملط ہو، وہ ایسا قلب ہے جس میں بیک وقت ایمان کی روشنی بھی ہے اور نفاق کی ظلمت بھی۔ اس میں ایمان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی ترکاری جس کو عمدہ پانی شادابی میں فراوانی کرتا رہتا ہے اور اس میں نفاق کی مثال اس ناسور زخم کی ہے، جس کو پیپ اور خون مزید بڑھاتے رہتے ہیں۔ پس دونوں طاقتوں میں سے جو غالب آ گئی قلب اسی کا مسکن بن جائے گا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

عرش پر انسانی اعمال کا عکس

(۱۰)...... امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں:

بعض عارفین کا قول ہے کہ عرش ایک جوہر ہے کہ نور سے چمکتا ہے۔ جو بندہ کسی حال پر ہوتا ہے اس کی صورت اسی حال پر عرش میں منقش ہو جاتی ہے۔

پس جب سکرات موت میں ہوتا ہے تو اس کو وہی صورت عرش سے سوجھتی ہے۔ تو کہیں ایسا بھی ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو گناہ کی صورت میں دیکھتا ہے۔ اور اسی طرح قیامت کو بھی اس کو اپنی صورت سوجھے گی۔ اور اپنے سارے احوال دیکھے گا۔

تو اس وقت جس قدر حیاء اور خوف اس کو ہو گا، اس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ اور واقع میں قول ان صاحب کا درست ہے اور خواب صحیح کا سبب بھی اس کے قریب ہے۔ یعنی سونے والا معلوم کر لیتا ہے لوح محفوظ کے مطالعہ سے کہ آئندہ کو کیا ہو گا؟ اور خواب صحیح کا معلوم ہونا بھی ایک جز ہے اجزائے نبوت سے، ہر کسی کو میسر نہیں ہوتا۔

بہر حال یہ معلوم ہوا کہ سوء خاتمہ کا حال راجع ہے قلب کے احوال اور خلجان کی طرف اور راز اس جگہ یہ ہے کہ دلوں کا بدلنے والا اللہ ہے۔

(احیاء العلوم جلد۴ ص ۲۴۸ باب سوم خوف و رجا)

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید الحنفی

ابن آدم کے قلوب

اِنَّ الْقُلُوْبَ بَنِیْ آدَمَ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ اللّٰہِ کَقَلْبٍ وَّاحِدٍ فَاِذَا شَاءَ صَرَفَهٗ وَ اِذَا شَاءَ بَصَرَهٗ (کنز العمال ج۱ حدیث ۱۱۶۱ بحوالہ ابن جریر عن ابی ذر)

بے شک تمام بنی آدم کے قلوب ایک قلب کی مانند اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں۔ جب چاہتا ہے، ان کو پھیر دیتا ہے اور جب چاہتا ہے ان کو دیکھ لیتا ہے۔

ہر آدمی کا دِل

مَا مِنْ آدَمِیٍّ اِلَّا قَلْبُهٗ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ اِنْ شَاءَ

اَنْ یُّزِیْغَہٗ اَزَاغَۃً وَ اِنْ شَاءَ اَنْ یُّقِیْمَہٗ اَقَامَہٗ وَ کُلُّ یَوْمِ الْمِیْزَانِ بِیَدِ اللّٰہِ یَرْفَعُ اَقْوَامًا وَ یَضَعُ آخَرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ

ہر آدمی کا دل رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان رہتا ہے۔ چاہے تو اس کو کج کر دے اور چاہے تو سیدھا مستقیم رکھے۔ اور ہر دن میزان اللہ کے ہاتھوں میں ہوتی ہے۔ اقوام کو رفعت عطا کرتا ہے اور دوسری بعض کو پستی میں دھکیلتا رہتا ہے اور قیامت تک یہی معاملہ جاری وساری ہے۔

(کنز العمال ج ۱ حدیث ۱۱۶۶، بروایت الکبیر للطبرانی عن نعیم بن ہمار)

وساوس اور خواطر

(۱۱) ...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آدمی جنت والوں کے عمل پچاس برس تک کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس میں اور جنت میں صرف اتنا وقت رہ جاتا ہے، جتنا دودھ نکالنے کی دو دھاروں میں۔ مگر اس کا خاتمہ اس حال پر ہوتا ہے جو پہلے لکھا گیا ہے۔

انہی دو دھاروں کے بیچ کا وقت اتنا نہیں کہ اس میں عمل موجب شقاوت ہو سکے، بلکہ اس وقت وساوس اور خواطر ہی ہو سکتے ہیں کہ بجلی کی طرح گذر جاتے ہیں۔ (احیاء العلوم جلد ۴ باب سوم ص ۲۴۸)

تین سو پیغمبروں کا ارشاد

(۱۲) ...... حضرت سہل تستریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا

کہ گویا جنت میں گیا ہوں۔ اور تین سو پیغمبروں سے ملاقات ہوئی۔ ان سب سے میں نے پوچھا کہ دنیا میں آپ سب سے زیادہ کون سی چیز سے ڈرتے تھے؟ سب ہی نے فرمایا: سوء خاتمہ سے۔ (احیاء العلوم جلد۴ ص ۲۴۸)

آدمی کا دِل

یَا اُمَّ سَلْمَةَ اَنَّهٗ لَیْسَ آدَمِیٌّ اِلَّا وَ قَلْبُهٗ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ اللّٰهِ فَمَنْ شَاءَ اَقَامَ وَ مَنْ شَاءَ اَزَاغَ (ترمذی عن ام سلمہ، کنز العمال ج۱ حدیث ۱۱۶۳)

اے اُمّ سلمہ! کوئی ایسا آدمی نہیں ہے مگر اس کا دِل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے۔ وہ اپنی مشیت سے اس کو مستقیم رکھے یا کج رو کر دے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

اللہ تعالیٰ کے کسی ولی کو ایذا مت دو

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی مَنْ آذٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اِسْتَحَلَّ مُحَارَبَتِیْ وَ مَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِمِثْلِ اَدَاءِ الْفَرَائِضِ وَ مَا یَزَالُ الْعَبْدُ بِتَقَرُّبٍ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحَبَّهٗ فَاِذَا اَحَبَّهٗ کُنْتُ عَیْنُهٗ الَّتِیْ یُبْصِرُ بِهَا وَ اُذُنُهٗ الَّتِیْ یَسْمَعُ بِهَا وَ یَدُهٗ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَ رِجْلُهٗ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَ فُؤَادُهٗ الَّذِیْ یَعْقِلُ بِهٖ وَ لِسَانُهٗ الَّذِیْ یَتَکَلَّمُ بِهٖ اِذْ دَعَانِیْ اَجَبْتُهٗ وَ اِنْ سَاَلَنِیْ اَعْطَیْتُهٗ وَ مَا تَرَدَّدْتُّ عَنْ شَیْءٍ اَنَا فَاعِلُهٗ تَرَدُّدِیْ عَنْ وَفَاتِهٖ وَ ذَاکَ لِاَنَّهٗ یَکْرَهُ الْمَوْتُ وَ اَنَا اَکْرَهُ مَسَاءَتِهٖ

(مسند احمد، کنز العمال ج۱ حدیث ۱۱۵۳، مسند لابی یعلیٰ، طبرانی الاوسط، ابونعیم فی الطب السنن بیہقی، ابن عساکر عن عائشہ)

اللہ کے ولی کی شان

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جس نے میرے ولی کو ایذا دی، اس نے مجھ سے جنگ مول لے لی۔ اور کوئی بندہ میرے فرائض کی ادائیگی کے سوا کسی اور چیز کے ذریعہ مجھ سے تقرب حاصل نہیں کر سکتا۔ اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا تقرب حاصل کرتا رہتا ہے، حتیٰ کہ میں اس کو محبوب بنا لیتا ہوں۔ پھر میں اس کی نگاہ بن جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اس کا دِل بن جاتا ہوں جس سے وہ سوچتا ہے اور اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ کلام کرتا ہے۔ وہ مجھے پکارتا ہے تو میں اس کو جواب دیتا ہوں۔ اور مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اس کو عطا کرتا ہوں۔ اور میں کسی چیز میں تردد کا شکار نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ جب میرے بندے کا آخری وقت آ پہنچتا ہے۔ اور وہ موت کو ناپسند کرتا ہے جب کہ میں اس کی برائی کو ناپسند کرتا ہوں۔ (کنزالعمال ج ۱ مترجم حدیث ۱۱۵۸ بحوالہ مسند احمد، طبرانی)

شہادت کی موت کیوں عمدہ ہے؟

(۱۳)...... اس خوف عظیم کے باعث شہادت عمدہ اور غبطہ کی چیز ہے اور مرگ ناگہانی مکروہ۔ وہ اس لئے کہ ناگہانی موت کبھی ایسے وقت ہو جاتی ہے کہ

اندیشہ بد دل پر غالب ہو۔ اور دل ایسے اندیشوں سے خالی نہیں رہتا، مگر یہ کہ برا جان کر۔ خواہ نور معرفت اس کو ٹال دیوے۔

اور شہادت کا یہ حال ہے کہ اس کے معنیٰ یہی ہیں کہ قبض روح ایسے حال میں ہو کہ دل میں سوائے محبت الٰہی کے کچھ نہ رہا ہو۔ دنیا کی محبت، گھر والوں اور مال اور اولاد اور تمام شہوات کی محبت دل میں سے نکل گئی ہو۔ کیوں کہ صف قتال میں لقمہ نہنگ اجل ہونے کو وہی جاتا ہے جو اللہ کی محبت رکھتا ہو۔ اور اس کی رضا کا طالب ہو۔ اور دنیا کو آخرت کے بدلے میں بیچنا منظور رکھتا ہو۔ اور جو معاملہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے بیع وشرا کا کیا، اس پر راضی ہو۔ جس کا ذکر اس آیت میں ہے:

اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَھُمۡ وَ اَمۡوَالَھُمۡ بِاَنَّ لَھُمُ الۡجَنَّۃَ (پ ۱۱ سورۃ توبہ آیت ۱۱۱)

ترجمہ: اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور مال اس قیمت پر کہ ان کے لئے بہشت ہے۔

اور ظاہر ہے کہ جو شخص کسی چیز کو بیچتا ہے، اس سے دل اٹھا لیتا ہے۔ اور اس کے عوض کی چیز کی محبت دل میں سمائی ہے۔ اور ہر چند ایسی حالت دل پر کبھی کبھی ویسے بھی آ جاتی ہے۔ مگر اس میں جان نکلنا اختیاری نہیں اور صف قتال میں اسی حال پر جان جانا اغلب ہے۔ اس وجہ سے شہادت محبوب ہے۔ لیکن یہ

ایسے شخص کا حال ہے جو غلبہ اور غنیمت اور شہرت وشجاعت کا خواہاں نہ ہو۔ ورنہ جس کا ارادہ ان باتوں میں سے کوئی ہوگا، وہ اگرچہ میدان جنگ میں ہی مارا جائے، اس کو رتبہ شہادت ملنا بعید ہے۔ چنانچہ احادیث سے ایسا ہی پایا جاتا ہے۔ اور جب برادر تجھ کو سوء خاتمہ کی حقیقت اور جو چیز اس میں خوفناک ہے، معلوم ہو چکی تو اس کی تیاری کے لئے مشغول ہو۔ اور ذکر الٰہی کی مداومت کر۔ اور اپنے دل سے محبت دنیا نکال دے۔ اور اپنے گناہ کے ارتکاب سے دل کو اس کی فکر سے محفوظ رکھ۔ اور معاصی کے دیکھنے اور گنہگاروں کی ملاقات سے حتی الوسع احتراز کر کہ یہ تدبیر بھی تیرے دل پر مؤثر ہوگی۔ اور تیری فکر وخواطر اللہ کی طرف پھیرے گی۔ (احیاء العلوم جلد۴ باب سوم خوف ورجا ص۲۴۸)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

فرائض کی ادائیگی سے اللہ کا تقرب حاصل ہوتا ہے

قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ: مَا تَحَبَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِاَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ اَدَاءِ مَا اِفْتَرَضْتُ عَلَیْہِ (الخطیب وابن عساکر عن علی، کنز العمال ج۱ حدیث ۱۱۵۵)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کوئی بندہ میرا تقرب اس سے بڑھ کر حاصل نہیں کر سکتا کہ وہ ان فرائض کی ادائیگی کرے جو میں نے اس پر فرض کر دیئے ہیں۔

فرائض ونوافل کی ادائیگی سے اللہ کا محبوب بنتا ہے

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: مَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِمِثْلِ اَدَاءِ فَرَائِضٍ وَ اَنَّہٗ

لَیَتقَرَّبَ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحَبَّهُ اِنْ سَأَلَنِیْ اَعْطَیْتُهٗ وَ اِنْ دَعَانِیْ اَحْبَبْتُهٗ (کنز العمال ج ۱ حدیث ۱۱۵۴ بروایت ابن السنی فی الطب عن سمویہ)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کوئی بندہ میرے فرائض کی ادائیگی کے سوا کسی اور چیز کے ذریعہ مجھ سے زیادہ تقرب حاصل نہیں کر سکتا۔ اور بندہ مسلسل نفل عبادات میں مشغول رہتا ہے تو تقرب حاصل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس کو محبوب بنا لیتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اس کو عطا کرتا ہوں۔ اگر مجھے پکارتا ہے تو میں اس کو جواب دیتا ہوں۔

شہادتین کی فضیلت

(۱) لَا یَشْهَدُ اَحَدٌ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَیَدْخُلُ النَّارَ اَوْ تُطْعِمُهٗ (مسلم شریف بروایت عثمان بن مالک، کنز العمال ج ۱ حدیث ۱۲۴)

ایسا کوئی نفس نہیں جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دیتا ہو، پھر وہ جہنم میں داخل ہو جائے یا جہنم کی آگ اس کو جلا دے۔

(۲) یَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ مَا مِنْ اَحَدٍ اَنْ یَّشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَی النَّارِ

اے معاذ بن جبل! ایسا کوئی بندہ نہیں جو دِل کے اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دیتا ہو مگر اللہ تبارک و تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ حرام فرما دیں گے۔ (مسند احمد، بخاری، مسلم بروایت انسؓ، کنز العمال ج ۱ حدیث ۱۲۵)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۳) اِعْلَمْ اَنَّ مَنْ مَّاتَ یَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ

جان لے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دیتا ہوا مرے تو جنت میں داخل ہوگا۔ (طبرانی، مسند احمد، مصنف ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، المسند لابی یعلیٰ، الحلیہ ابی نعیم بروایت انسؓ، کنز العمال ج۱ حدیث۱۴۲)

(۴) مَا مِنْ نَفْسٍ تَمُوْتُ وَ هِیَ تَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ یَرْجِعُ ذٰلِکَ اِلٰی قَلْبِ مُوْقِنٍ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ

ایسا کوئی نفس نہیں جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دیتا ہو اور دِل کے یقین کے ساتھ اس کی گواہی دیتا ہو، مگر اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیں گے۔ (مسند احمد، نسائی، ابن ماجہ، الصحیح ابن حبان بروایت معاذ بن جبلؓ، کنز العمال ج۱ حدیث۱۲۲)

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّهٖ دَائِمًا وَ سَرْمَدًا

خادم اہل سنت عبدالوحید الحنفی
اوڈھروال تحصیل وضلع چکوال
۳۰ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ ۱۷ مارچ ۲۰۱۰ء

☆☆☆☆

سکیننگ کمپوزنگ ڈیزائننگ پروف ریڈنگ کلر پرنٹنگ بائنڈنگ
اسلامی لٹریچر اور کتب کی بہترین کمپوزنگ اور پرنٹنگ کے لئے، نیز ہر قسم کے اشتہارات اور ایڈورٹائزنگ کے لئے رجوع کریں
النور مینجمنٹ ڈب مارکیٹ پنوال روڈ چکوال 0334-8706701، zedemm@yahoo.com

فہرست رسائل و کتب

سلسلہ نمبر	عنوان رسائل	قیمت
01	دین اسلام کا لغوی معنی اور اہل سنت والجماعت کی وجہ تسمیہ	20/-
02	تعلیمات اسلام ـــ انسان کی تخلیق ـــ دنیا میں آنے کا اصل مقصد کیا ہے؟	20/-
03-04	تعلیمات اسلام (حصہ اول تا حصہ سوم)	20/-x3
05-09	سیرت رحمت للعالمین ﷺ (حصہ اول تا چہارم)	20/-x4
10	احادیث رسول ﷺ ـــ فضائل درود و سلام	20/-
11	مناقب اہل بیت رسول ﷺ (حصہ اول)	40/-
12	مناقب امام حسنؓ و امام حسینؓ و آلؓ و اصحابِ نبی ﷺ	40/-
13-14	مناقب اصحابِ رسول ﷺ (حصہ اول تا دوم)	20/- & 40/-
15-16	مناقب خلفاء راشدینؓ (حصہ اول تا دوم)	20/- & 40/-
17	اہل سنت کون اور اہل بدعت کون ہیں؟	10/-
18-20	سلوک و طریقت کی حقیقت (حصہ اول تا سوم)	10/-, 20/- & 20/-
21	سلاسل طیبہ ـــ تعلیم السالک	40/-
22	اربعین نبوی ﷺ ـــ چہل حدیث	20/-

نوٹ: تمام رسائل علیحدہ علیحدہ اور اکٹھی جلد میں مکمل کورس کے ساتھ دستیاب ہیں۔